یا اللہ مدد

خلافت راشدہ زندہ باد

خدا کے دوست یاران پیغمبرؐ

ابوبکر و عمر عثمان و حیدرؓ

مذہب اہل سنت کا محافظ و دلچسپ رسالہ موسوم بہ

تحفۂ اخیار

یعنی

شیعہ کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب

اشرخامہ :- مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

مکتبہ عثمانیہ نور باوا گوجرانوالہ

www.jmmpak.org

مسلمانوں کا کلمہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(پ ۲۶، ع ۶، ۱۲)

حق چار یارؓ

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ

ہم مسلک ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

تحفۂ بغداد

بجواب اشتہار "نعیم الابرار"

یعنی شیعہ کے تمام اعتراضات کے کتب فریقین سے مدلل جوابات

از: مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

شائع کردہ: مکتبہ عثمانیہ ○ نور باد اعوان گوجرانوالہ

www.ummpak.org

صداقتِ اہلُ السنۃ والجماعۃ اور دشمنانِ اسلام کے مکائد سے خبردار رہنے کیلئے

مُصنّف کی علمی و تحقیقی اہم کتابیں،

۱۔ الکوفۃ وعلم الحدیث (عربی)، جس میں مرکز علوم شہر کوفہ میں ہزاروں صحابہ کرام رضؓ تابعینؒ، تبع تابعینؒ کی آمد و رفت لحادیثِ نبویہ کی نشر و اشاعت میں انکی خدمات پر سیر حاصل بحث۔

۲۔ الامام الاعظم ابو حنیفہؒ (عربی) مجتہدین و فقہاء کے سرتاج اور تہائی اُمتِ محمدیہ کے واحد امام و پیشوا، حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تمام علمی خدمات کا تعارف اور مخالفین کے تمام بے سود مطاعن کا جائزہ و تجزیہ۔

۳۔ الشفاء العدول فی روایۃ کلام الرسول صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ وغیرہ چھ صد محدثین حضرات کا تذکرہ مبارک۔

۴۔ علم مصطلح الحدیث، علم حدیث کی پچاس سے زائد اقسام کا تعارف مشاہیر محدثین کا تذکرہ، انکی خدمات جلیلہ معتبر کتب حدیث کی تفصیل وغیرہا امور پر بڑی علمی ابحاث۔

۵۔ عدالت حضرات صحابہ کرامؓ

عظمت صحابہ کرامؓ اور انکے متعلق اسلامی عقیدہ پر لاجواب علمی و تحقیقی کتاب۔

(قیمت ۲۵.۰۰ روپے)

۶۔ احکامِ رمضان و مسائل صیام

اسم با مسمّٰی ہر مسلمان کیلئے دلچسپ رسالہ۔ ۳.۶۰

۷۔ تحفۂ امامیہ، سُنّی و شیعہ کے تمام متنازعہ فیہ مسائل پر نئے اور اچھوتے اسلوب میں سیر حاصل بحث

تحفۂ اثنا عشریہ کے بعد رد تشیع میں واحد کتاب۔ ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحات، قیمت ۳۶.۰۰

۸۔ تحفۃ الاخیار، شیعہ کے تمام اعتراضات کا کتب فریقین کی روشنی میں مدلل جواب، قیمت ۲.۵۰

۹۔ مسئلہ عزاداری اور تعلیماتِ اہلبیتؓ

مذہب اسلام رسم عزا پر قرآن و سنت عقل سلیم احادیث اہلبیتؓ کے پونے دو صد دلائل سے فیصلہ کن بحث قیمت ۱۰.۶۵

۱۰۔ شیعہ علماء سے ایک سو سوالات

رسالہ ہذا میں انکے اعمال اور کتب کی روشنی میں ایسے قوی سوالات کیے گئے ہیں جن کا واقعی جواب ناممکن ہے علماء، خطباء، مناظرین اور محبانِ صحابہؓ کے لیے لاجواب ہتھیار، قیمت ۳.۶۰ روپے

مکتبہ عثمانیہ

نور باد اڈا گوجرانوالہ۔

www.jmmpak.org

نام کتاب : تحفۃ الاخیار بجواب شیعہ اشتہار
نام مصنف : مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی
طبع : چہارم، تاریخ طباعت اکتوبر ۱۹۸۴ء
تعداد : ایکہزار
قیمت : ۲،۵۰
مطبع : کاسمو پریس موری گیٹ لاہور
ناشر : مکتبہ عثمانیہ نور باوا گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۔ مکتبہ چراغِ اسلام ۴۰۔ بی اُردو بازار لاہور
۳۔ مکتبہ رشیدیہ مین بازار چکوال
۴۔ مکتبہ اسحاقیہ، جونا مارکیٹ کراچی
۵۔ مکتبہ مدنیہ مسجد اقصیٰ، بادشاہی روڈ۔ کراچی
۶۔ کتب خانہ شانِ اسلام، اردو بازار، لاہور

www.jmmpak.org

عرض حال طبع دوم

حامداً مصلیاً۔ اسلام نبوی کے ترجمان مذہب اہل السنت والجماعت کا امتیاز یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور سنت نبوی ہی کو مکمل، واجب الاتباع اور غیر منسوخ و متغیر دین مانتے ہیں ختم نبوت کی حقیقت یہی ہے اور چار یاران نبوی کو خلفاء راشدین اور افضل الامت مانتے ہیں اور تمام صحابہ و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھتے ہیں کسی کی بھی غیبت اور بدگوئی کو ہلاکت ایمان جانتے ہیں۔ افسوس کہ عصر حاضر میں اہل السنت والجماعت جس قدر اپنے مذہب اور فرائض سے غافل ہیں اسی قدر مخالفین صحابہ کرامؓ سے عداوت اور باطل کی اشاعت میں تیز ہیں، نصاب دینیات کی علیحدگی، کلمہ طیبہ کی تبدیلی کے علاوہ تحریر و تقریر میں صحابہ رسول، امہات المومنین اہل بیت نبوی رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی اور افترا عام ہے تعلیم اتنی کے بالکل مخالف عزاداری کی آڑ میں اہل سنت بشی ہوں ہے اور سادہ لوح سنی، بریلوی، وہابی میں بہت کم ایسے میں دست و گریبان ہیں۔ لو کانوا یعلمون۔

۱۹۷۶ء میں ایک دلآزار چارٹ "میں کیوں شیعہ ہوا" کے ۲۴ سوالات کا تحقیقی جواب "تحفۃ الانیار" کے نام سے احقر نے شائع کرایا۔ بحمد اللہ دینی اور علمی حلقوں میں اسے پذیرائی ہوئی، رد و افشی میں کامیاب حربہ ثابت ہوا۔ تبلیغی ضرورت کے لیے نئی آب و تاب کے ساتھ دوبارہ حاضر خدمت ہے میں اپنے محترم قارئین دردمند سنیوں اور مخیر بھائیوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ غیرت دینی اور ضرورت ملی کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں یہ پمفلٹ پھیلا کر "نبیؐ و یاران نبیؐ" کی شناخت کے مستحق ہوں گے تمام مواد شیعہ کے ہاں معتبر کتب سے ماخوذ ہے۔ تردید و دفاع میں الزاماً کچھ جملے ناگزیر ہوتے ہیں ورنہ ہمیں کسی سے کوئی ضد و کدورت نہیں معذرت خواہی کے بعد یہ دعا مانگتے ہیں۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا۔

الاحقر مہر محمد (میانوالوی) گوجرانوالہ ۷ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ یوم الجمعۃ المبارک

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱		۳
۲	سوال ۱: شیخین سمیت تمام مسلمانوں کی قید۔	۶
۳	حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی روضہ اقدس میں تدفین۔ ۲: بنات رسول کا ثبوت	۹
۴	دعوت ذی العشیرۃ کی حقیقت	۱۲
۵	مواخات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر استدلال۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خصائص۔	۱۳
۶	بعض صحابہؓ سے کثرت روایات کے اسباب	۱۵
۷	قاتلان امام حسین رضی اللہ عنہ کی نشان دہی۔ قاتلوں کو اہل بیت کی بددعائیں اہل سنت کا اہل بیت سے حسن سلوک۔	۱۶
۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ثلاثہ سے تعلقات۔ عہد راشدہ میں جہاد نہ کرنے کا سبب۔ حسد و بغض سے صحابہ و اہل بیت کی برأت	۱۹
۹	قصہ قرطاس۔	۲۲
۱۰	قبل از تدفین انتخاب خلیفہ کی ضرورت تمام مسلمانوں کی جنازہ نبوی میں شرکت	۲۵
۱۰	فدک اور وراثت انبیاء کا مسئلہ	۲۸
۱۱	عہد علوی کی خانہ جنگیوں پر شیعہ کا فتویٰ۔	۲۹
۱۲	خلافت راشدہ میں منافقوں کی تحقیق	۳۲
۱۳	شیعہ دلائل اربعہ کے منکر ہیں۔ خلافت راشدہ دلائل اربعہ سے ثابت ہے۔	۳۴
۱۴	حضرت طلحہ و زبیرؓ کی پوزیشن۔	۳۷
۱۵	فریقین کے مسلمہ اکابر میں اختلاف آراء	۳۸
۱۶	سنی و شیعہ کی کامیابی کا معیار	۳۹
۱۷	قتل عثمانؓ سے حضرت عائشہؓ کی برأت	۴۰
۱۸	اہل سنت کے ائمہ اربعہ کی امامت	۴۱
۱۹	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات کی تحقیق	۴۲
۲۰	حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اوصاف عالیہ	
۲۱	بارہ خلفاء کی بحث	۴۶
۲۲	دین مصطفیٰ میں کسی کو حلال و حرام کا اختیار نہیں۔ شیعہ مذہب کی تصویر	۴۹
۲۳	ائمہ سابقین میں انتخاب و اجماع کا ثبوت	۵۲
۲۴	کلمہ طیبہ کی بحث و شیعہ سے چند سوالات	۵۴ تا ۶۲

www.jmmpak.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(نوٹ: ہر سوال کا مختصر مفہوم درج کیا گیا ہے۔ اور جواب میں تمام اجزاء کو مدنظر رکھا گیا ہے۔)

سوال ۱: شعب ابی طالب کی قید میں کیا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

جواب: طبری صـ۳۴۲ جلد دوم وغیرہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ سنہ ۶ نبوت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو کفار اور برہم ہو گئے اور بنو ہاشم سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی گرفتاری مانگی۔ مسلم و کافر کی تفریق سے قطع نظر بنو ہاشم نے خاندانی لحاظ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کیا تو انہوں نے سب بنو ہاشم کو سوائے ابولہب کے اور مسلمانوں کو شعب میں قید کر دیا جو تین سال تک بدستور بھوک اور مصائب میں بنو ہاشم کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ ہی ہوئے۔ کچھ مسلمان گھروں میں قید کر دیے گئے۔ شیعہ کتاب روضۃ الصفا صـ۴۹ جلد دوم وغیرہ پر بھی شعب کی قید کا یہی سبب لکھا ہے۔ اکبر خان نجیب آبادی لکھتے ہیں "جس قدر مسلمان تھے وہ بھی ان کے ساتھ اس درّے میں جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے چلے گئے۔" تاریخ اسلام صـ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰۔

www.imnpak.org

ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ وہ بھی آپ کے ساتھ قید تھے۔ امام اہلِ سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی نے خلفاء راشدین ص۳۰ مناقب صدیقی میں براہ حضرت ابوبکر کی حضورؐ کے ساتھ گھاٹی میں مصیبت اور قید کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"حضرت صدیق از خود اس مصیبت میں شریک ہو گئے۔ آپؐ کے ساتھ وہ بھی شعب میں چلے گئے اور وہیں رہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے اس مصیبت سے نجات دی تو انہوں نے بھی نجات پائی۔

ابوطالب نے اس واقعہ کو اس شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

وھم رجعوا سھل بن بیضاء راضیا۔ فسر ابو بکر بھا و محمد

(انہوں نے جب سہل بن بیضاء کو نقض معاہدہ پر راضی کر کے بھیجا تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تو اور بھی قرین قیاس یہی ہے کہ ان کو قید کیا ہوگا کیونکہ عقلاً یہ بعید ہے کہ جس شخص کے اسلام سے برافروختہ ہو کر کفار نے یہ سخت قدم اٹھایا اس کو آزاد چھوڑ دیں۔ بالفرض اگر گھر میں ہوں تو بھی قید تھی کیونکہ ان سے خرید و فروخت نہ ہو سکتی تھی۔ (ولا یشترون ولا یبیعون الا فی الموسم (اعلام الوریٰ ص۹۱) جب یہ کسی سے خرید و فروخت کر ہی نہ سکتے تھے بلکہ قانون ہی یہ بن گیا تھا کہ جو کوئی ان مسلمانوں کے ہاتھ کچھ خرید و فروخت کرے گا اس کا مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا۔ اندریں حالات محصورین تک راشن پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ ہمدرد قسم کے کفار یہ کام کریں جو خرید و فروخت میں آزاد تھے۔ لہٰذا ان بزرگوں سے آب و دانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجنے کا ثبوت

مانگنا محض تعصب ہے۔ اگر انہوں نے کبھی پہنچایا ہو تو اس کی روایت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم مشرب و ہم مذہب ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہیں یہ تو کوئی انوکھی بات نہیں۔ البتہ زبیر بن العوام وغیرہ کفار کا کھانا پہنچانا یا مقاطعہ ختم کرانے کی کوشش کرنا ضرور اہم اور قابل روایت بات ہے۔ ورنہ کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ یا مقداد رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اصل بات یہی ہے کہ سب مسلمان قید تھے کوئی بھی آزاد نہ تھا۔ خواہ گھروں میں ہوں یا شعب میں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہاں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا۔ غیر ہاشمی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ ایک رات سوکھا چمڑا ملا جسے کر اور بھون کر میں نے کھایا۔

(روض الانف بحوالہ سیرت النبی ص ۲۴۵ جلد اول)

انتہائی متعصب شیعہ مورخ باقر مجلسی بھی حیات القلوب ص ۳۱ جلد دوم پر لکھتا ہے۔

"کہ جب شعب ابی طالب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسد رسانی بند ہو گئی اور آنحضرتؐ کے اصحاب پر زندگی تنگ ہو گئی تو حضورؐ سے شکایت کی۔ تب آپ نے دعا کی اور حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے من و سلویٰ (حلوہ و بٹیر) سے بہتر کھانا نازل فرمایا۔ ان میں سے جو بھی آرزو کرتا ہر قسم کے کھانے، میوے اور کپڑے اس کے پاس حاضر ہو جاتے۔ معترض زبیر کے ساتھ حضرت ابوالعاص بن ربیع کا ذکر کیوں نہیں کرتا جو آپ کے داماد تھے اور بہت سے اونٹ گندم اور کھجوروں سے لاد کر لاتے۔ آدھے کراونٹ دو میں داخل کر دیتے۔ (مسلمان غلہ اتار لیتے) اور ابوالعاص واپس ہو جاتے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ

ابوالعاص نے ہماری والدہ کا حق ادا کیا (حیات القلوب ص۳۱۱ جلد دوم) اگر حضرت ابوالعاص کا نام لیں تو داماد نبی ہونے اور کئی صاحبزادیوں کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور شیعہ مذہب خاک میں ملتا ہے۔ انہی ابوالعاص کی صاحبزادی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی (کشف الغمہ ص۱۳۲ جلد ۱ بحوالہ یعقوبی وغیرہ)

سوال ۲: روضہ اقدس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بجائے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تدفین کیوں ہوئی۔

جواب: حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے رات کو اپنا جنازہ اٹھانے اور جنت البقیع میں دفن کرنے کی خود وصیت کی تھی اور اس پر حضرت علی و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں سے آپ کا جنازہ پڑھایا (طبقات ابن سعد ص۹ جلد آٹھ) شیعہ کتاب اعلام الوریٰ ص۱۵۸ میں ہے "ودفنہا علی امیر المومنین سرا بوصیۃ منہا فی ذالک۔ کہ حضرت فاطمہ کی وصیت کے مطابق حضرت علی نے آپ کو رات کے وقت پوشیدہ دفن کیا۔ شیعہ عالم نجم الحسن کراروی "چودہ ستارے" ص۲۵۶ پر آپ کی وفات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

"جب رات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔ نماز پڑھی اور جنت البقیع میں لے جا کر دفن کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کو منبر اور قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دفن کیا گیا۔" روایت ثانی پر تو سوال بنانے کی حاجت ہی نہ رہی۔ روایت اولیٰ پر ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کام وصیت کے مطابق کیے۔ اگر حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کرنے کی وصیت ہوتی

www.jmnpak.org

تو آپ ایسا ہی کرتے۔ مگر جب آپ نے نہ ایسا کیا۔ نہ مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سوال ہوا نہ سنی شیعہ مورخین اس کا ذکر کرتے ہیں تو آج چودہ سو سال بعد معترض کا فرضی واویلا اور سخن سازی کون سنتا ہے۔ الغرض روضہ اقدس میں دفن کرنے کی وصیت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کی ہی نہیں۔ ثبوت معترض کے ذمہ ہے۔ بلا وصیت از خود دفن کرنے کا بھی سوال نہ تھا۔ کیونکہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہ قبرستان تھا نہ جائے وقف۔ بعض قرائن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت خاصہ تھا اور سید الکائنات کی قبر مبارک سے آپ کے حجرے کا مشرف ہونا خصوصیت پر مبنی تھا۔ بالفرض سیدہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی ہوتی تب بھی اپنی ماں مالکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت درکار تھی۔ اگر نہ ملتی تو شرعاً و عرفاً کوئی اعتراض کی بات نہ ہوتی۔ دو سال بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدفین بھی آپ کی وصیت اور ام المومنین کی اجازت سے ہوئی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہاں تدفین کی اجازت مانگی اور پھر وصیت کی (بخاری ص ۱۰۹ ج ۲) بنا بریں مسلمانوں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دفن کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے کا خیال ہی نہ گذرا۔

یہ تو ظاہری سبب بلا اصلی سبب تدفین صاحب الرسول وہ ہے جو سنی و شیعہ میں مشترک و مسلم ہے کہ ہر شخص کی قبر وہاں بنتی ہے جہاں سے اس کا خمیر تیار کیا جاتا ہے۔ مولوی مقبول صاحب آیت منھا خلقنا کم کے تحت لکھتے ہیں کہ کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے۔ چنانچہ وہ فرشتہ لاکر نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اس مٹی کی

طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے (پ ۱۶ ص ۳۷۰)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن ہو جائے اور میں، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے بنے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔ (المتفق والمفترق للخطیب بحوالہ عتبات ۱۷)

شیعہ کے ہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تین اقوال ہیں۔ جنت البقیع میں اپنے گھر میں جو بنو امیہ کے عہد میں مسجد نبوی میں شامل ہو گیا۔ قبر اور منبر کے درمیان میں جو روضۃ من ریاض الجنۃ کا حصہ کہلاتا ہے۔ پہلا قول بعید ہے اور دوسرے دو اقرب الی الصواب ہیں (اعلام الوریٰ ص ۱۵۹) بنا بریں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مدفن کا عزو شرف واضح ہے اور اعتراض باطل ہوا۔ کیونکہ مسجد نبوی کے حصہ "روضۃ" میں آپ کی تدفین مسلمانوں سے مخفی اور خلیفہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی ہی میں کھلتا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو الکوثر بیٹی کہنا قرآن و حدیث کی [illegible] ہے۔ سورت احزاب ع ۸ میں حُرِّمَتْ عَلَيْكَ (اپنی صاحبزادیوں سے کیے) کا لفظ آیا ہے اور شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی ص ۴۳۹ جلد اول باب مولد النبی میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد قاسم رقیہ زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد از بعثت اور اسی طرح حیات القلوب ص ۸۵ جلد دوم پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر خدا کی رحمت ہو۔ میرے اس سے طاہر مطہر عبداللہ (قاسم) فاطمہ رقیہ زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم اولاد پیدا ہوئیں۔"

www.jmmpak.org

سوال ۳۵ : دعوت فالعشیرۃ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیوں نہیں۔

جواب : یہ دعوت آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (شعراء ۱۱) آپ اپنے نزدیک ترین رشتہ داروں کو ڈرانے کی تعمیل میں منعقد ہوئی اور قریب ترین رشتہ دار بنو عبد المطلب کو جمع کر کے آپ نے دعوت الی اللہ دی۔ جب کسی ہاشمی نے اسلام اور حمایت پیغمبر کا اعلان نہیں کیا تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صغر سنی میں آپ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا (طبری ص ۲۳ ج ۲) علامہ ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ میں تصریح کے مطابق درایت و سند کے لحاظ سے یہ قصہ اگرچہ غلط ہے تاہم اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اظہارِ اسلام کی تاریخ (دعویٰ نبوت کے تین سال بعد) اور آپ کی تمام بنو عبد المطلب پر افضلیت اور جناب ابوطالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت ہوا۔ یہ مخصوص برادری کو دعوت الی الاسلام تھی۔ حضرت ابوبکرؓ تیمی اور عمرؓ عدوی کو بلانے کا سوال ہی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو تین سال قبل اعلانِ نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کے دست راست بن کر دسیوں افراد کو حلقہ بگوشِ اسلام کرا چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گو بعد میں مشرف باسلام ہوئے مگر ان کے اسلام لانے پر اشاعت اسلام علانیہ ہو گئی۔ اور مسلمانوں نے بیت اللہ میں جا کر نماز ادا کی۔ (ملاحظہ ہو تاریخ طبری ص ۳۳۵ ج ۲، البدایہ ص ۵۹ ج ۳) نسباً گو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے رشتہ دار ہیں۔ مگر نصرت پیغمبر میں قریبی رشتہ داروں سے بڑھ کر ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ تحریک اسلام کو شیخین کے اسلام سے جس قدر نفع پہنچا اور کسی سے نہیں پہنچا۔ ان اولی الناس بابراھیم (نجم) للذین اتبعوہ۔ بیشک حضرت ابراہیم (اسی طرح حضور کے) سب لوگوں سے زیادہ قریبی وہ ہیں جو آپ کے تابعدار ہوئے۔ یا جیسے حضرت

www.Imranpak.org

علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی وہ ہے جو اللہ کا مطیع ہو اگرچہ اس کا رشتہ دور کا ہو۔ (نہج البلاغہ ص ۲۰۱) حضرت ابوبکر کے سابق الایمان اور متبع اول ہونے پر یہ شہادت کافی ہے کہ ایک راہب کے کہنے پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ بصری سے مکہ پہنچے تو پوچھا اس ماہ میں کیا نئی بات ہوئی تو لوگوں نے کہا محمد بن عبداللہ الامین أتبنأ فقد تبعہ ابن ابی قحافۃ۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا اور ابوبکر نے اس کی پیروی کی۔۔۔۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے اور نوفل بن خویلد۔ حضرت ابوبکر و طلحہ کو خمڈوں سے پکڑتا تھا۔

(اعلام الوریٰ ص ۵۱)

سوال نمبر ۲: مواخات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنانا سب صحابہؓ پر افضلیت کی دلیل ہے۔

جواب: ہجرت الی المدینہ کے بعد مہاجرین کا معاشی مسئلہ حل کرنے کے لیے آپ نے ایک ایک مہاجر اور انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کرا دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہل بن حنیف رضی اللہ کے ساتھ بھائی چارہ کیا (الاصابہ ج ۲ ص ۱۲۷) شیعہ کتاب کشف الغمہ ص ۹۲ ج ۱ پر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کسی کے ساتھ آپ نے عقد مواخات نہیں کیا تو وہ حضور پر غصے ہو کر کہیں چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تلاش کر کے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا تو صرف ابو تراب (مٹی والا) بننے کے لائق ہے کیا تو مجھ سے ناراض ہو گیا۔ جب میں نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ کیا اور تجھے کسی کے ساتھ نہیں ملایا۔ سن لے تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب سابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاشی کفالت کو اپنے ذمہ لیا اور تسلی کے لیے یہ فرمایا۔ اس سے مطلقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر استدلال درست نہیں۔

www.jamiapak.org

کو بلکہ حضرت ابوبکر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بھائی اور محبوب فرمایا ہے (بخاری ص ۵۱۶ ج ۱ - ۵۲۸)

نیز بصورت تسلیم یہ جزوی فضیلت ہی ہے جیسے حضرت ابراہیم کو امۃ قانتا للہ حنیفا (آپ بمنزلہ امت عبادت گذار موحد تھے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کلمۃ اللہ اور حضرت یوسفؑ کے تذکرہ کو احسن القصص فرمایا۔ مگر قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کی ذات اور تذکرہ کے لیے یہ صریح الفاظ نہیں ملتے جیسے یہاں ان انبیا کو کلی فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح مواخات مذکورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً فضیلت نہیں دی جا سکتی اگر ایسا ہوتا تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زندگی میں امام نماز نہ بناتے (طبری ص ۱۹۶ ج ۳ تاریخ التواریخ ص ۵۲۶ ج ۱۲ تفسیر ص ۲۲۵ ج ۲۲) اور ظاہر ہے کہ علم اور قرأت میں بڑے اور سب سے افضل کو امام بنایا جاتا ہے (فتح الغفور الفقیہ ص ۱۰۲) آپ آخری وصایا ان سے ارشاد نہ فرماتے (حیات القلوب ص ۶۹۵ ج ۲ وجلاء العیون ص ۷۵) اپنے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی بشارت نہ دیتے (حیات القلوب ص ۶۱۰ ج ۲ تفسیر صافی ص ۵۲۳ و مجمع البیان سورت تحریم) تمام مسلمان ان پر اتفاق نہ کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کرتے (حیات القلوب ص ۶۰۶ ج ۲) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل نہ مانتے، کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ چار باتوں میں مجھ سے بڑھ گئے۔ پہلے اسلام ظاہر کیا۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی۔ نبی کے یار غار ہوئے۔ نماز قائم کی جب کہ وہ اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں چھپاتا تھا۔

(تسریۃ المکائد الحیدریہ ص ۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد از رسول خدا تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا

انبیا علیہم السلام کی صریح توہین اور شیعی غلو ہے جس کے متعلق خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ میرے متعلق محبت میں غلو کرنے والا بھی ہلاک ہوگا جسے محبت ناحق کی طرف لے جائے گی۔ انبیا علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شیعہ عقیدہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ و کلا فضلنا علی العالمین (انعام ع ۱۰) ہر پیغمبر کو ہم نے سب جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

سوال نمبر ۵: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے برعکس زیادہ احادیث کیوں مروی ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ مخصوص خدمات کے لیے بعض بعض بندوں کو چن لیتے ہیں ہر جگہ ایک ہی حیثیت سے کام نہیں ہوتا ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت کم گو اور شرمیلی تھیں اور عمر بھی بعد از پیغمبر ۶ ماہ پائی۔ ان سے روایت کم ہوئی۔ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما صغر سنی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایات کیں، پھر سیاسیات میں زیادہ مشغول رہے حضرت حسن رضی اللہ کا ڈھائی تین صد شادیوں نے بھی کافی وقت لیا (جلاء العیون ص ۲۷۶) تاہم آپ سے ۲۰، ۲۵ عدد احادیث مروی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دیگر خلفا کی طرح سیاسیات اور امورِ سلطنت میں مشغول رہے اس لیے علم کی نسبت کم احادیث مروی ہیں جیسے خود خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے بھی مکثرین کی نسبت کم احادیث مروی ہیں۔

رہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۸ھ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۳ھ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا المتوفاۃ ۵۸ھ اہل سنت کے کثیر الروایۃ

www.Imamak.org

حضرات تو انہوں نے اپنی طویل زندگی کا نصب العین اور مشن ہی قال اللہ و قال الرسول کو بنایا۔ ان کے بڑے بڑے علمی حلقے، درسگاہیں اور مدارس بن گئے تھے اور امت پر ان کا یہ عظیم احسان ہے۔ شیعہ حضرات بھی اپنا مذہب پنج تن کرام سے ثابت نہیں کرتے بلکہ ان کی روایات کا ۹۰-۹۵ فیصد ذخیرہ حضرت باقر و جعفر رحمہما اللہ سے ہے۔ فرمایئے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریعت ان سے کم تھا یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حسنین رضؓ اور زین العابدین رضؒ ان تابعین بزرگوں سے کم رتبہ اور کم علم تھے۔ کہ ان سے شاذ و نادر ہی کسی باب میں ایک آدھ روایت ملتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو اصول کافی کا مطالعہ کر لیں۔ رہی حدیث انا مدینۃ العلم تو یہ منکر۔ غیر صحیح بے اصل بلکہ موضوع ہے۔ (موضوعات کبیر ملا علی قاری ص۴۰) اسی طرح اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب بھی ساقط الاعتبار اور موضوع ہے صحاح تو کجا کتب موضوعات میں بھی نظر سے نہیں گذری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علم و روایات نقل نہ کر کے خود شیعہ نے عملاً ان احادیث کو موضوع اور غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ وللہ الحمد۔

سوال ۴۰: اگر بقول ملاں شیعہ ہی قاتل حسین رضی اللہ عنہ ہیں تو اس وقت کے کروڑوں اہل سنت کہاں تھے؟

جواب: فرقہ شیعہ کو ہی غدار اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ بتانے والے معمولی ملاں نہیں بلکہ ان ملاؤں کے پیشوایان حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا دی تھی "اے اللہ ان شیعان کوفہ نے مجھے اپنی مدد کے لیے بلایا۔ پھر ہمیں قتل کرنے کے درپے ہیں۔ اے اللہ ان سے میرا

www.jmmpak.org

انتقام لے اور حاکموں کو کبھی ان سے خوش نہ رکھ (جلاء العیون ص۴۰۵) تاریخ میں ہر حکومت مسلمہ کے ہاتھوں شیعہ کی بربادی کی وجہ سمجھ آگئی۔

۲۔ اے بیوفا و غدار و مجبوری کے وقت اپنی مدد کے لیے تم نے ہم کو بلایا جب ہم آگئے تو کینے کی تلوار ہم پر چلائی (جلاء العیون ص۳۹۱)

۳۔ تم پر تباہی ہو۔ حق تعالیٰ دونوں جہاں میں میرا بدلہ تم سے لے گا کہ خود اپنی تلواریں ایک دوسرے کے منہ پر چلاؤ گے اور اپنا خون خود بہاؤ گے اور دنیا سے نفع نہ پاؤ گے اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے اور آخرت میں تو کافروں والا بدترین عذاب تمہارے لیے تیار ہے۔ (ایضاً ص۴۰۹)

۴۔ جب شیعاں کوفہ قتل کے بعد ماتم کرنے لگے تو زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ہم پر روتے ہو تو بتاؤ ہمیں کس نے قتل کیا ہے۔ (ایضاً ص۴۱۱)

۵۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے ماتم پر فرمایا تم نے ہمیشہ کیلئے اپنے کو ہنسی بنالیا۔ تم ہم پر ماتم کرتے ہو جبکہ تم ہی نے خود قتل کیا ہے۔ اللہ کی قسم یہ ضرور ہوگا کہ تم بہت روؤ گے اور کم ہنسو گے۔ تم نے عیب اور الزام اپنے لیے خرید لیا۔ یہ دھبہ کسی پانی سے زائل نہ ہوگا (ایضاً ص۴۲۴)

۶۔ حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کوفی غدارو اور مکارو ہمارے قتل کے بعد جلدی اپنے انجام کو پہنچو گے۔ پے در پے آسمان سے عذاب تم پر نازل ہوں گے جو تمہیں برباد کریں گے اپنے کرتوتوں کی بدولت دنیا میں اپنی تلواریں اپنوں پر چلاؤ گے۔ (ایضاً ص۴۲۵)

شیعہ اگر قاتل اہلِ بیت نہیں تو واضح کریں کہ یہ بددعائیں، سینہ زنی، خودکشی اور

www.imnpak.org

زدوکوب کی سزائیں کس کو مل رہی ہیں۔ شیعہ کی تاریخی مظلومیت اور بے کسی میں کیا راز ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر بھی شیعہ ہی نے قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی اور مصلی سمیت سب مال و متاع لوٹ لیا۔ تبھی تو امام حسن رضی اللہ نے فرمایا تھا۔ میرے شیعہ کہلانے والوں سے معاویہ رضی اللہ عنہ میرے لیے بہتر ہیں۔ (احتجاج طبرسی ص۱۵۷)

شیعہ کتاب اعلام الوریٰ ص۲۱۹ پر قاتلین امام کی کیا خوب نشاندہی کی گئی ہے کہ اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی، نصرت کے ضامن بنے پھر بیعت توڑ دی اور آپ کو بے یار و مددگار دشمن کے حوالے کیا۔ آپ پر خروج کر کے آپ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی مددگار تھا نہ جائے فرار۔ ان لوگوں نے آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا پھر قید پا کر آپ کو اس طرح شہید کر دیا جس طرح آپ کے والد اور بھائی (ان کے ہاتھوں) شہید ہوئے تھے۔ امید ہے اب معترض کو تسلی ہو چکی ہو گی۔

پہلی صدی ہی میں کروڑوں اہل سنت کا وجود تسلیم کر کے ان کی قدامت و صداقت پر اور مذہب شیعہ کے خود ساختہ و بدعت ہونے پر معترض نے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ رہا یہ امر کہ اہل سنت نے کیوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت نہ کی تو وضاحت یہ ہے کہ کوفہ شیعستان تھا (مجالس المومنین ص۵۶) ایک لاکھ تلواریں مہیا کر کے حکومت کے لیے آپ کو بلانے والے شیعہ (جلاء العیون ص۲۰۲) کے متعلق یہ گمان نہ تھا کہ وہ خود ہی امام مظلوم و مخدوع کو شہید کر کے اسلام زندہ کر دکھائیں گے۔ سب حضرات اہل مکہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئی صاحبزادوں اور دامادوں نے آپ کو کوفہ جانے سے

www.jmnpak.org

روکا (جلاء العیون ص۳۶۵) مگر حضرت جانے پر ہی مصر رہے، تاہم احتیاط کے طور پر ۵۰-۶۰ نوجوان اہل سنت نے آپ کے ساتھ کر دیے جو آخر دم تک شرط وفاداری میں آپ کے ساتھ شہید ہوئے اور جن کے فرشتوں نے بھی کبھی مذہب تشیع کا دعویٰ نہ کیا تھا (من ادعی فعلیہ البیان) یہی وجہ ہے کہ شیعہ ذاکرین مجالس میں ان کا نام لینا ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ پھر اہل سنت کے شہر دمشق میں قافلہ اہل بیت کے ساتھ کوفہ کی نسبت عمدہ سلوک ہوا (جلاء العیون ص۴۴۹ وغیرہ) حسن صلہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا تو اسی شہر میں ٹھہر گئیں اور شام میں تا ہنوز ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ پھر اہل سنت کے قابل صد افتخار مرکز مدینہ منورہ نے اہل بیت کو ہمیشہ کے لیے باعزت اپنے دامن میں ٹھہرایا، پھر ان حضرات نے کوفہ کا نام ہی نہیں لیا۔ اہل مکہ و مدینہ کا احترام اہل بیت ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ان کے سنی مذہب ہونے پر قاضی نور اللہ شوستری کی شہادت کافی ہے

اما مکہ و مدینہ محبت ابو بکر و عمر بر ایشاں غالبست (مجالس المومنین ص۵۹ حال کوفہ)

مکہ اور مدینہ والوں پر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت غالب ہے۔

سوال ۷: خلفاء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلقات کیسے تھے۔ ان کے عہد میں آپ نے جہاد کیوں نہ کیا۔

جواب: شیعہ خیال کے برعکس یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ثلاثہ کے ساتھ بہترین تعلقات تھے۔ ان کی شوریٰ کے ممبر تھے (کنز العمال ج۳ ص۱۳۴ طبقات ابن سعد الفاروق ص۲۸۳) عہد راشدہ میں قاضی و مفتی بھی تھے (ازالۃ الخفاء ص۱۳۰ الفاروق ص۳۴۳) غیر موجودگی میں نائب خلیفہ بھی تھے (فتوح البلدان ص۱۴) خلافت

کے لیے نامزد ۶ افراد کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ بوجوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ پسند تھے۔ (الفاروق ص ۲۶۵)

خلفاء کے کسی امر و نہی سے اختلاف نہ کرتے حتی کہ اپنے عہدِ خلافت میں بھی قضاۃ کو حسب سابق فیصلوں کا پابند بنایا (بخاری ص ۵۲ ج ۱) مجالس المومنین ص ۵۴ ج ۱) خلفاء سے عطایا اور تنخواہیں وصول کرتے (طبری و کتاب الخراج ص ۲۴) حضرت حسنین رضی اللہ عنہ کے لیے ایرانی مفتوحہ باندی شہر بانو کو قبول کیا۔ جس سے سادات کی نسل چلی۔ (جلاء العیون ص ۲۹۶) ہر وقت خلفاء کی تعریف میں رطب اللسان رہتے (نہج البلاغہ ص ۱۸۷-۱۹۷-۲۵) آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنت کا قائم کرنے والا اور کی حق خدا کا مطیع اور متقی بتایا۔ حضرت عمر رضی اللہ کو تمام مسلمانوں کا مرجع جائے پناہ۔ قیم الامر (فرمانروا) رعایا کے لیے ایسا منتظم جیسے ہار کے موتیوں کے لیے دھاگہ، قطب زمان وغیرہ فرمایا جن میں صراحۃً حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی تصدیق ہے۔ حد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما بیاہ دی (فروع کافی ص ۱۴۱ ج ۲) مجالس المومنین ص ۸۸ پر ہے۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد۔ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صاحبزادی دی تو ولی پیغمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر کو بیٹی دے دی۔ اس محبت و تعلق اور نمک خوری کے باوجود خیر خدا کا خلافت راشدہ میں بقول شیعہ مجاہدہ نہ کرنا اور اپنے زمانہ میں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں پر چڑھائی کرنا اور بنفس نفیس ذوالفقار نیام سے نکالنا "انقلابات زمانہ دیکھیے کہ یہ اعتراض اعداء مرتضیٰ نواصب نے کیا تھا۔ مگر اب شیعہ بھی وہی بولی

بول رہے ہیں۔ افراط و تفریط کا انجام یہی ہے۔ لیکن جو جواب ہم نے نواصب کو دیا تھا وہی روافض بباطن دشمنان علی رضی اللہ کو دے رہے ہیں) اس کا جواب شیعہ کے ذمہ ہے، ہمارے ذمہ نہیں۔ ہمارے نزدیک اب معمولی سپاہی کی حیثیت سے میدانِ جنگ میں لڑنا آپ کے شایان شان نہ تھا بلکہ وزارت قضاء افتاء خلافت کی نیابت وغیرہ امور میں خلافت راشدہ اور اسلام کی جو خدمت آپ نے کی وہ سپاہ گری اور شمشیر زنی سے بڑی خدمت تھی۔ البتہ اجراء حدود میں خلافت راشدہ کے مقررہ جلاد بھی تھے (بخاری ص ۵۲۷ ج ۱۲)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی غزوہ افریقہ اور فتح قسطنطنیہ میں شرکت جہاد خلافت راشدہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صداقت پر دلیل شافی ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اسلام باب غزوہ افریقہ در عہد عثمان والبدایہ ص ۳۶ ج ۸ وغیرہ) اگر یہ حق نہ ہوتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفاء سے تعاون نہ کرتے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما ان کے ماتحت جہاد نہ کرتے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید گو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں مگر کفار ان کے ہاتھوں زیادہ قتل ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہؓ اور جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد غزوہ موتہ میں کمان سنبھالنا اور تین ہزار معمولی لشکر کو ایک لاکھ مسلح رومی فوج پر غالب کر دکھانا ہی دربار نبوی سے فاتح اور سیف اللہ کا لقب ملنے کے لیے کافی ہے (بخاری ص ۵۳۱ ج ۱۲ و ص ۶۱۱ ج ۲۷) یہیں نو تلواریں آپ کے ہاتھ سے ٹوٹیں (تاریخ) یہی تو ہماری دلیل ہے کہ جہاد میں اخلاص، ثابت قدمی اور معیت پیغمبر فضیلت کے لیے کافی ہے۔ بالفعل زیادہ قتل کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ورنہ خود حضور

www.jamiapak.org

علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ابوالدرداء ابوذر اور سلمان رضی اللہ عنہم (عند الشیعہ سلمان) کے مقتولین کی تعداد بتائی جائے۔ کثرت قتل کے باوجود جیسے حضرت خالد ان بزرگوں سے افضل نہیں ایسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے افضل نہیں ہیں۔ رہے بحوالہ الفاروق ص۲۶۵ طبری کے حضرت ابن عباس و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین مکالمے۔ تو وہ اس لائق نہیں کہ ان پر بنیاد رکھ کر حضرات اہل بیت اور خلفاء پر اقتدار طلبی اور حسد کا مکروہ الزام لگایا جائے۔ اولاً دونوں کی سند منقطع اور مجاہیل سے ہے۔ ایک معلوم راوی سلمۃ ابرش قاضی رے شیعہ اور منکر الحدیث تھا۔ اہل رے بداعتقادی کی وجہ سے اس سے متنفر تھے۔

(میزان الاعتدال ص ۱۹۲ ج ۲)

ثانیاً۔ یہ شیعہ کو چنداں مفید بھی نہیں۔ جب اس مکالمہ کی رو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفدار ان کی قوم بھی نہیں اور شیعہ حضرات بھی حرب تقیہ رکھنے کے باوجود ایک ہاشمی کی بھی نشاندہی نہیں کر سکتے جس نے بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق خلافت کی تائید کی ہو۔ پھر آپ کیسے دعویٰ خلافت کر کے لوگوں کی نظروں میں محبوب ہوتے اور خلفاء سے کشیدہ اور بیزار رہتے۔ کیا قل اللھم ملک الملک توتی الملک من تشاء۔ آل عمران ع ۳ (اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے جسے چاہتا ہے بادشاہ بناتا ہے) اور لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ (یقیناً اللہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ فی الارض بنائے گا) جیسی آیات حضرت ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے پیش نظر نہ تھیں۔ جب اللہ نے حسب وعدہ ایک حق حقدار کو پہنچا دیا اور آیت استخلاف کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی چسپاں کیا۔

www.Jmnak.org

(نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام نقی ص۲۳۴ ج۱ ط ایران) تو پھر تمنائے خلافت یا خلفاء پر حسد کیسا؟ افسوس کہ شیعہ حضرات اپنا باطل نظریہ ثابت کرنے کے لیے ان بزرگوں پر حسد و لالچ کا الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر محسود بالفرض کوئی ہو تو وہ خلفاء اسلام ہی ہیں کہ سب امت کے دل میں بس کر نیابت پیغمبر کا حق ادا کر رہے تھے اور خدا نے اشاعت اسلام و فتوحات کے دروازے ان پر کھول دیے تھے۔ بنو ہاشم نہیں کیونکہ نبوت سے فیض یافتہ ہونے میں وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے شریک تھے۔ لوگوں کے دلوں میں مکرم و معظم بقول شیعہ تھے ہی نہ (حسب روایت مجلسی لوگوں کے دلوں میں ابوبکر و عمر جیسے سامری کے بچھڑے کی محبت رچی ہوئی تھی حیات القلوب ص۵۶۱ ج۲) پھر کس بات میں ان حضرات پر کوئی حسد کرتا۔ الغرض بغض و حسد کا الزام قطعاً غلط ہے۔ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ سب صحابہ و اہل بیت آپس میں مہربان تھے۔ ارشاد قرآن سچا ہے۔ ان کی الفت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر خود جیوش اسلامیہ کی کمان کرتے ہوئے مدینہ سے ذی القصہ کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی باگ تھام کر فرمایا اے خلیفہ رسول! واپس ہو جائیں اگر خدانخواستہ آپ کو گزند پہنچا تو پھر کبھی اسلامی مملکت کا نظام قائم نہیں ہو سکے گا (البدایہ والنہایہ ص۳۱۴)

سوال ۵: قصہ قرطاس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمانِ رسول کو ہذیان کیوں کہا۔

ج: صحاح اہل سنت کی روشنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہذیان کہنے کی نسبت صریح بددیانتی ہے۔ کیونکہ حدیث قرطاس میں ایتونی اکتب لکم کتابا فتنازعوا، فقالوا

ماشانہ، اھجر، استفھموہ، فذھبوا، فاختلف اہل البیت، فاختصموا،
(بخاری ص ۴۲۹ ج ۱، ص ۷۶۳۵ ج ۲، ص ۱۰۹۵) وغیرہ میں یہ سب جمع کے صیغے ہیں جھگڑے
کی نسبت بھی اہل بیت کی طرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو صرف اس
قدر فرمایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف ہے (لکھوانے کی تکلیف
نہ دو) ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ یہ کہنا کوئی جرم نہیں کیونکہ یہ آیت اَوَلَمْ
یَکْفِھِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ پ ۲۱ ع ۱۱ (کیا ان کو ہماری نازل کردہ کتاب
کافی نہیں) کا مفہوم و ترجمہ بھی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہج البلاغہ میں اور
امام جعفر صادق نے کافی میں کئی جگہ کتاب اللہ پر انحصار فرمایا ہے۔ جیسے یہاں
مفہوم مخالف مراد لے کر حدیث کی حجیت سے انکار درست نہیں تو قصہ قرطاس
میں بھی درست نہیں تاکہ رد قول پیغمبر لازم آئے۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علی رضی اللہ
عنہ کو اپنا اسم گرامی مٹانے کا اس سے صریح شخصی حکم تھا مگر آپ نے قسمیہ انکار کیا
پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹایا۔ علاوہ ازیں اھجر کے معنی ہذیان لینا
ہی غلط ہے۔ مشترک اور ذوالوجوہ لفظ کے معنی محل و قرینہ کے لحاظ سے متعین
ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں یہی ۶ مرتبہ مادہ و صیغہ استعمال ہوا ہے۔ (مثلاً
تھجرون، فاھجرھم، ھجرا جمیلا۔ مزمل) سب جگہ چھوڑنے اور علیحدگی
کے معنی میں ہے۔ فھجرت ایا بکر، ان یھجر اخاہ جیسی احادیث میں بھی ترک
اور جدائی کا معنی متعین ہے۔ پھر اس قصہ میں یہ معنی کیوں درست نہیں؟۔ کیا
لغت کے صرف ایک ہی معنی ہذیان پر اصرار صریح عمر دشمنی نہیں؟ یہاں مناسب
معنی یہ ہے جیسے قاموس میں تصریح ہے "کیا آپ دنیا چھوڑ کر جانے والے ہیں

www.jmnpak.org

آپ سے پوچھ لو" اگر ہذیان کے معنیٰ لیے جائیں تو پوچھ لو بے معنیٰ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مخبوط العقل سے پوچھا نہیں جاتا۔ شارحین اہل سنت علامہ کرمانی اور نووی وغیرہ یہی معنیٰ کرتے ہیں (حاشیہ بخاری ص ۶۲۸ ج ۲)

فرض کرو معنی وہی ہے تو استفہام انکاری ہے، ہذیان کی تو نفی ہو گئی صاحب شبلی نے صرف ایک معنیٰ لکھ کر پھر اس کی حضرت عمرؓ سے نفی بھی کی ہے۔ الغرض آپ کا قلم دوات مانگنا امتحان تھا۔ صحیح جواب ملنے پر آپ خاموش رہے ورنہ اگر بحکم خداوندی خلافت علی رضی اللہ کا فیصلہ لکھنا ہوتا تو پھر ضرور لکھواتے۔ قول عمر رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے اختلاف کی پرواہ نہ کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت ہی قلم دوات لاکر اپنا حق لکھوا لیتے۔ یا چار دن بعد آپ زندہ رہے، زبانی ہی وصیت کر دیتے ورنہ تبلیغ رسالت میں کوتاہی لازم آتی ہے۔

سوال ۹: جنازہ نبوی سے قبل خلیفہ کیوں منتخب ہوا؟

جواب: سابقہ پیغمبر کے خلفاء بھی قبل از تدفین متعین ہو جاتے تھے اور امت ان پر اتفاق کر لیتی تھی۔ جیسے حضرت موسیٰ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہما السلام۔ سابقہ کسی پیغمبر کی کیا حاجت ہے ایک شریعت دوسری سے مختلف ہو سکتی ہے جیسے مشکوٰۃ شریف میں صحیحین کی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوتا دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ہاں خلفاء ہوں گے جن کی تعداد بہت ہوگی۔ معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء کے عہد میں انتخاب کی ضرورت ہی نہ تھی ہاں ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کو انتخاب کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلی امم پر

www.Imamat.org

قیاس کرنا باطل ہوا مع ہذا سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت میں یہی قانون ہے کہ امت کسی وقت بھی قائد کے بغیر نہ ہو۔ خود شیعہ کے یہاں یہ اصول مسلم ہے کہ نبی یا امام کے آخری لمحات میں اس کا جانشین بنا دیا جاتا ہے (فی آخر دقیقۃ من حیات الاول) (کافی ص ۲۷۵ ج ۱) حضرت حسن رضی اللہ عنہ والد ماجد کی تدفین سے قبل ہی منبر خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنے فضائل بیان کرنے کے بعد بیعت لینی شروع کی (جلاء العیون ص ۲۱۹)۔ جب ہر شیعہ امام اپنے پیشرو کی وفات سے قبل امام بن جاتا ہے تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین قبل از تدفین بنا دیا جائے تو کیا خامی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے چند گھنٹے بھی بلا خلیفہ ہونا مکروہ جانا (طبری ص ۲۰۷ ج ۲)

مدینہ کے اس وقت کے مخصوص حالات سے قطع نظر عقلاً یوں بھی انتخاب ضروری ہے کہ امت کا ہر کام امام کی نگرانی میں ہو اور اختلاف پیدا نہ ہو یا اسے امام مٹا دے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ کے انتخاب کے بعد جائے تدفین میں اختلاف ہوا۔ آپ کے ارشاد پر آپ کو جائے ارتحال پر دفن کیا گیا (طبری ص ۲۱۳ ج ۲) آخری وصایا، تجہیز و تکفین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کو فرمائیں اور دوسروں کو بتانے کا حکم دیا (جلاء العیون ص ۷۰) اور آپ نے بامر نبوی اس کام کو تقسیم کیا جنازہ کے وقت نہ صرف آپ موجود تھے بلکہ لوگ آپ کو بروایت (جلاء العیون ص ۷۰) امام بنانا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے فرداً فرداً تمام مہاجرین و انصار نے نماز پڑھی اور مدینہ و نواح مدینہ کا کوئی آدمی مرد یا عورت باقی نہ رہا جس نے جنازہ بصورت دھانہ پڑھی ہو (اصول کافی باب مولد النبی و وفاتہ و حیات القلوب ص ۶۹۷ ج ۲)۔

www.imamak.org

اہل سنت کی معتبر تاریخ البدایہ والنہایہ اور طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ۱۰-۱۰ آدمیوں نے فرداً فرداً حجرہ میں بصورتِ دعا نمازِ جنازہ سب مسلمانوں نے پڑھی (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تدفین و جنازہ میں غیر حاضری کا طعن صریح جھوٹ ہے)

بیعت امام ایک اسلامی فریضہ تھا جو بہر صورت ادا کرنا تھا۔ اگر قبل از تدفین وجود میں آگیا تو شیعہ کو کیا دکھ ہے حسب روایات شیعہ (در کافی ص۲۲۴ در رجال کشی ص۸ وغیرہ) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سوائے تین چار شخصوں کے کوئی طرفدار ہی نہ تھا اگر ایک مہینہ بھی انتخاب مؤخر ہو جاتا تو بھی حضرت علی رضی اللہ کو خلافت نہ ملتی۔ ہاں امت افتراق و اختلاف کا شکار ہو جاتی۔ منافق سازش کرتے، فتنہ ارتداد اور کفار کی یلغار کو روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔ پیغمبر اسلام کی وفات کے ساتھ اسلام کا جنازہ بھی اٹھ جاتا تو آج شیعہ خوشی سے بغلیں بجاتے۔ جیسے آج بھی ان کا قطعی متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے (روضہ کافی ص۲۴۶-۲۹۶۔ مامقانی نے تنقیح المقال ص۲۱۶ میں ان روایات کو متواتر کہا ہے) یہ ہے ان کی اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت و قربانی سے محبت۔ حیف ایسے اسلام اور عقیدہ امامت پر۔ آخر میں بطور الزام یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بنو ہاشم کو مرض وفات ہی میں خلافت کا فکر تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جانا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا "میں نہ پوچھوں گا کیونکہ اگر آپ نے انکار فرما دیا تو پھر کوئی امید باقی نہ رہے گی (بخاری باب مرض النبی) پھر تجہیز و تکفین سے پہلے انصار سقیفہ میں اگر جمع ہوئے تو بنو ہاشم و حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

www.jmmpak.org

کو اپنے گھر میں چھوڑ کر حجرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں جمع ہوئے۔ طلحہ و زبیرؓ ان کے ساتھ تھے

(طبری ص ۱۸۲)

سوال ۱۰: اولادِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ترکہ سے کیوں محروم کیا گیا۔

جواب: واقعی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی مثال نہیں ملے گی کہ ان کی اولاد میں مالی وراثت نہ تقسیم ہوئی ہو۔ قرآن پاک میں حضرت سلیمانؑ، داؤدؑ، یحییٰؑ زکریا اور آلِ یعقوبؑ کے وارث بننے کا جو ذکر ہے وہ علم و نبوت کی وراثت ہے نہ مالی۔ حضرت سلیمانؑ اور دیگر انبیاؑ کی یہی وراثت حضور کو ملی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب عقائد شیعہ اہل بیت کو تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (اصول کافی ص ۲۳۹ ج ۱ کتاب فضل العلم باب ان العلماء ورثۃ الانبیاء ص ۲۳۲، باب حالات الائمہ ص ۳۸ باب ان الائمۃ ورثوا علم النبی ص ۲۴۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحیح حدیث پیش کی۔ حضرت جعفر صادقؒ نے بھی یہی فرمایا۔ ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا العلم (اصول کافی ص ۳۲) کہ انبیا کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی علم و نبوت ہوتی ہے مگر بقول شیعہ یہ صرف ہمارے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نرالا دستور نکالا کہ زندگی میں جس صاحبزادی کے گھر میں فقر و فاقہ پسند کرتے اور بدن سے زیور بھی اتروا لیتے تھے۔ (جلاء العیون ص ۱۱۱) بعد از وفات صرف ۷۵ دن یا چھ ماہ کی زندگی کے لیے باغ فدک جیسی وسیع جائیداد یا نصف دنیا کے برابر (جبل احد تا عریش مصر اور گوشہ سمندر سے دومۃ الجندل تک کافی ص ۳۵۵) ہبہ کر گئے ہوں جبکہ وہ مالِ فے قرآن نے مصارف کا حق بتایا ہے (حشر ع ۱) اور بصورت وراثت ازواج مطہرات اور دیگر رشتہ

داروں کا بھی حق بنتا ہے۔ عدد وہ تک گھر میں آگ نہ جلانے والے اور پیٹ پر پتھر باندھنے والے ایں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ بناوٹ کرتا ہوں (ص ع ۵) کا اعلان کرنے والے زاہد ترین پیغمبر اعظم پر اس سے بڑا حملہ اور بہتان نہیں ہو سکتا جو ۵۰۰، ۱۰۰۰ ہزار روپے میں خون اہل بیت کی لوری بیچنے والے نام نہاد شیعان علی نے فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آڑ میں اہل بیت نبوی پر لگایا ہے۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محروم کیا تھا، تو حضرت علی و حسن رضی اللہ عنہما نے اپنے عہد خلافت میں کیوں نہ دیا۔ کیا یہ بھی ظالم و غاصب تھے؟۔ قدرت نے دربار صدیقی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تولیت کا یہ دعویٰ کروا کر جہاں مسئلہ وراثت انبیاء کو مبرہن کرا دیا اور آپ مطمئن ہو کر خاموش رہیں وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ پر فاطمی تصدیق کر دی کہ اگر آپ کو خلیفہ برحق اور جانشین پیغمبر در تصرفات مالیہ نہ مانتیں تو کبھی آپ سے سرپرستی نہ مانگتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مانگتیں کیا فدک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جیب میں پڑا ہوا تھا یا خلیفہ ہوتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزارعین کو بے دخل کر کے سرکاری مزارعین کو دے دیا تھا؟ عطیہ وہبہ کے متعلق کنز العمال وغیرہ کی جملہ سنی روایات مجروح و مردود ہیں ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ص ۲۲۸-۲۰ / ۲۴، عمدۃ القاری ص ۲۰ ج ۱۰۔ ۲) ان سب میں عطیہ عوفی شیعہ کذاب مدلس ہے جو ابو سعید کلبی وضاع سے روایت کرتا ہے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا وہم دلاتا ہے (ذا ناؤلت علامہ تونسوی)

سوال ۱۱۵: جمل و صفین اور نہروان کے مقتولین کے قاتل بموجب قرآن پ ۵ ع ۱۰ / لعنتی اور جہنمی ہیں۔ کیا صحابہ قرآن سے مستثنیٰ ہیں؟

جواب: اصل تحقیقی جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان جنگوں پر صادق نہیں آتی کیونکہ نہروان والے خوارج میں ایمان کی شرط نہ تھی۔ حدیث مرفوع میں ان کے قاتل کی مدح مذکور ہے کہ وہ حق کے قریب ترین گروہ ہوگا۔ جمل کا معرکہ دھوکہ اور لاعلمی سے ہوا۔ عمداً کی شرط نہ پائی گئی۔ صفین میں گو طرفین سے ایمان اور فی الجملہ عمد تھا مگر طرفین اپنے اجتہاد کی رو سے آیت فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر اللہ میں (اس گروہ سے لڑو جو فتنہ چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے حکم کی طرف آجائے) پر عمل پیرا ہوئے۔ لشکر علوی نے اہل شام کو باغی جانا اور اہل شام نے قاتلان عثمان اور سبائیوں کو جو لشکر علوی میں بکثرت تھے باغی جانا اور ان سے جنگ کی اپنے علم و اجتہاد میں ہر فریق صاحب دلیل اور معذور تھا۔ ارشاد نبوی کے مطابق مجتہد خاطی پر کوئی گرفت نہیں ہوتی اور الزامی یہ ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم میں مست شیعہ معترض اس سوال میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہی (العیاذ باللہ) فتویٰ لگا رہا ہے۔ کیونکہ جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی آپ کی امت کو منصوص من اللہ (ان الحکم الا للہ) کہنے والے شیعان علی کو خروج کی بنا پر تہ تیغ کر کے خوشی منائی (طبری ج ۶ ص ۵۹) کوفہ اور کچھ اہل مدینہ سے لشکر جرار لاکر بصرہ کے مقام پر حضرت طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم طالبانِ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کو لشکر علوی نے ہی صلح کر چکنے کے بعد غدر کر کے تہ تیغ کیا اور اس پر اب شیعہ کو فخر بھی ہے (طبری ص ۴۸۹ تا ۴۹۴ ج ۴)

اور کوفہ سے لشکر جرار لاکر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام پر چڑھائی کی (طبری ص ۵۶۳ ج ۴) اور صفین کے مقام پر از خود خونریز معرکہ برپا کیا۔ (طبری ص ۵۴۲ ج ۴) فریق مخالف تو محض قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم کے طالب تھے، انہیں تو دفاع کرنا پڑا بعد از

قصاص بیعت علی رضی اللہ عنہ چاہتے تھے (طبری ص ۵۶ ج ۶) فرمائیے! بلوایان عثمان کی سازش سے ان جنگوں کا ہیرو اور قاتل المسلمین کون ٹھہرا اور قرآنی فتویٰ کس پر چسپاں ہوا؟

اہل سنت نے اس پس منظر کو جانتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے لشکر کو اور اسی طرح طالبین قصاص کو خطرناک قرآنی فتویٰ سے بچانے کے لیے متفقہ طور پر استثنائی فیصلہ دیا کہ یہ خانہ جنگیاں اجتہادی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ طرفین سے طلب صواب ہی میں یہ کام ہوا۔ نیت ہر ایک کی نیک تھی۔ دونوں کے صحیح النیت ہونے کی بھی جنتی ہیں اور طعن و تشنیع بھی کسی پر روا نہیں (ملحوظہ ہو راقم کی کتاب عدالت صحابہ باب پنجم) فرمائیے اس فیصلہ سے آپ کو کیا دکھ ہے؟ اور آپ کا کیا نقصان ہوتا ہے۔ ہم تو مسلمان ہیں اور فاصلحوا بین اخویکم (بصورت لڑائی اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ) کے تحت یہ مصالحانہ فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ سے آپ کا انکار کیا دشمن اسلام اور دشمن علی رضی اللہ عنہ ہونے کی پختہ دلیل نہیں؟

اگر اہل سنت کا یہ فیصلہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان جنگوں کی بدولت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح الگ ہوتی جیسے خود ان کے عہد حکومت کے آواخر میں سوائے صوبہ حجاز اور کچھ عراق کے پبلک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرفدار ہو گئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصالحت کرنی پڑی (طبری ص ۱۴۰ ج ۵ ازالۃ الخفاء) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہو کر رہا کہ حضرت معاویہ ولی دم عثمان پوری ملت اسلامیہ کے ایک دن خلیفہ بن جائیں گے۔ کیونکہ ارشاد ہے

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (پ ۱۵ ع ۴)

جو شخص ظلماً قتل ہو جائے اس کے ولی الدم کو ہم غلبہ دیں گے پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بیشک جانب الہٰی کی مدد کی جائے گی۔

www.immpak.org

شرکاء و شہداء جمل و صفین کے متعلق معترض کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر ایمان لاکر کفر سے توبہ کرلینی چاہیے۔ قتلای وقتلیٰ معاویۃ فی الجنۃ (رواہ الطبرانی درجالہ وثقوا) (میرے لشکر کے مقتول اور معاویہ کے لشکر کے مقتول جنت میں ہوں گے) نیز نہج البلاغہ ص ۱۲۵ ج ۲ میں آپ کا یہ مشہور خطبہ ہے جس میں آپ نے جمل و صفین کی روئیداد اور فیصلہ کو اپنی مملکت میں نشر کیا۔ کہ ہمارے معاملہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ہم اور شامی جماعت برسرپیکار ہوگئے حالانکہ کھلی بات ہے۔ ہمارا پروردگار ایک ہمارا نبی ایک (اس میں شیعہ عقیدہ امامت کا ذکر نہیں) ہماری اسلام کی طرف دعوت ایک نہ ہم ان شامیوں سے اللہ پر ایمان لانے اور حضور علیہ السلام کی تصدیق میں زیادتی کے خواہاں ہیں۔ نہ وہ ہم سے چاہتے ہیں۔ ہر بات ایک اور متفق علیہ ہے بجز اس کے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں ہمارا اختلاف ہوا۔ اور ہم اس سے بری ہیں۔

قاضی امت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و اہل شام کو برحق سومن کامل بتادیا۔ اس فیصلہ کا منکر منکر علی اور منکر علی عندالشیعہ جہنمی ہے۔

سوال ۱۲: خلافتِ راشدہ میں منافق کہاں گئے؟۔

جواب: عہد نبوی میں بالعموم یہود میں سے منافق ضرور تھے۔ مگر مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں وہ ایک فیصد بھی نہ تھے، باوجود سازشی ذہن رکھنے کے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انجام کے متعلق ان کو فرمایا:

۱۔ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (احزاب ع ۲) اور اس صورت میں تم کو فائدہ حیات بھی کم دیا جائے گا۔

۲: ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا (احزاب ع ۸)

پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی اور وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ایسے قتل کیے جائیں گے جیسے قتل کیے جانے کا حق ہے۔

۳- لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ

(توبہ ع ۱۲)

اے رسول تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ عنقریب ہم ان کو دہرا عذاب دیں گے۔

(تراجم مقبول)

معلوم ہوا کہ بموجب قرآن حکیم منافق زیادہ تر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی ختم ہو گئے اور کچھ وفات نبوی کے بعد کھلے بندوں کر مقتول و مردود ہوتے منظم جماعت کی شکل میں ان کا وجود باقی ہی نہ رہا کہ وہ علی الاعلان اسلام کی مخالفت کرتے یا منافقانہ اسلامی حکومت میں مل کر اپنا اثر پھیلاتے۔ کیونکہ یہ قرآنی پیشگوئی کے برخلاف ہوتا لہٰذا گنتی کے کچھ افراد تقیہ کر کے رہتے ہوں گے۔ مرنے پر صاحب السر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی نشاندہی کر دیتے تو ان کا جنازہ بھی نہ پڑھا جاتا۔ (زاد المعاد و البدایہ)

بنو ہاشم کو حکومت سلمہ کے مدِ مقابل ایک پارٹی کہنا صریح جھوٹ ہے۔ سب بنو ہاشم نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برضا و رغبت خلیفہ تسلیم کیا تھا (طبری ص ۲۰۸ ج ۳) البتہ بروایت شیعہ امت میں سے صرف حضرت علی، ابوذر مقداد اور سلمان و عمار رضی اللہ عنہم نے تقیہ کر کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

کی بیعت کی تھی (روضہ کافی ص ۱۱۵-۱۲۹ احتجاج طبرسی ص ۴۸)

بہرکیف بیعت صدیق رضی اللہ عنہ تو ہوگئی اور الگ کوئی پارٹی نہ ہوئی۔ ابتداءً حضرت ابوسفیان بن حرب نے حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما کو ضرور کہا تھا کہ خلافت قریش کے کمزور خاندان میں کیسے چلی گئی تم اگر چاہو تو میں تمہارے لیے ابوبکر کے خلاف سوار اور پیادوں کا لشکر بھر دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہرگز یہ نہیں چاہتا اگر ہم حضرت ابوبکر کو اس کام کا اہل نہ دیکھتے تو انہیں خلیفہ بننے کے لیے نہ چھوڑتے (کنز العمال ج ۱۴۱/۳)۔

منافقوں کے وجود کی تحقیق کرنے والے شیعہ دوست اپنے اس عقیدہ پر غور کریں کہ بعد وفات نبوی اہل بیت اور ان کے شیعوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ چن چن کر قتل کیا گیا۔ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا۔ کیا منافقوں کے متعلق مذکورہ بالا قرآنی پیشگوئیاں اور انجام معاذاللہ ان پر تو صادق نہیں آگیا؟ انصاف مطلوب ہے۔

سوال ۱۳: خلافت خلفاء دلائل اربعہ میں سے کس سے ثابت ہے؟

جواب: الحمدللہ حسب اعتراف شیعہ اہل سنت کے مذہب کی بنیاد چار چیزیں ہیں قرآن مجید۔ حدیث مصطفیٰ۔ اجماع امت، قیاس۔ شیعہ حضرات چونکہ ان چاروں بنیادوں کو نہیں مانتے لہٰذا وہ اہل سنت کو کوستے رہتے ہیں۔ قرآن حکیم کی صحت و صداقت پر ان کو اعتبار ہی نہیں۔ دو ہزار اپنی متواتر احادیث کی رو سے اسے محرف جانتے ہیں (احتجاج طبرسی ص ۱۲۸)

اصول کافی میں قرآن پاک کی تحریف و کمی پر مستقل باب ص ۴۱۱ تا ۴۲۶ پر موجود ہے۔ ترجمہ مقبول میں بھی بیسیوں آیات کو محرف بتلایا گیا ہے۔ لہٰذا قرآن ان کے مذہب کی بنیاد ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث مصطفیٰ کے مقابلے میں انہوں نے ۹۵۱۰ فیصد احادیث

جعفر و باقر بنائی ہیں۔ رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہبی من اللہ مسلمان اور عالم لدنی مانتے ہیں اور حضور کی شاگردی میں آپ کی توہین جانتے ہیں لہٰذا بواسطہ علی رضی اللہ عنہ بھی وہ حدیث مصطفیٰ کو نہیں مان سکتے۔ بقیہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو وہ خارج از ایمان و عصمت قرار دیتے ہیں ان سے حدیث مصطفیٰ کیسے لیں؟ رہا اجماع امت تو اس کے وہ کھلے منکر ہیں۔ تقریباً ہر مسئلہ میں امت محمدیہ سے الگ ہیں! اجماع امت ان کا دشمن ہے اور وہ اس کے ہاں متعہ، بداء، تقیہ و تکفیر صحابہ جیسے خود ساختہ مسائل میں وہ اجمعت الامامیۃ اتفق اہل الامامۃ۔ اجمع اہل التشیع فرما کر اجماع شیعہ کے قائل ہو جاتے ہیں (ملاحظہ ہو کتب فقہ و اصول شیعہ)

اہل سنت کے سامنے تو قیاس کی مذمت کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث کے برخلاف اپنے ہر مسئلہ کو ڈھکوسلوں سے ثابت کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ آمدم برسر مطلب خلفاء ثلاثہ کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہے۔ جیسے

نمبر ۱: آیت استخلاف پ ۱۸۔ ع ۱۲۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا اٹل وعدہ ہے کہ بعد از پیغمبر حسب سابق مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ خلافت و حکومت ارضی نصیب کرے گا۔ ان کے دین کو مضبوط و غالب اور خوف کو امن سے بدلے گا۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر چسپاں کیا جیسے آگے آرہا ہے۔ شیعہ مفسر طبرسی کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان خلفاء کو عرب و عجم کے کفار کی زمین کا وارث بنائے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ فتوحات، تمکین دین اور خوف کا خاتمہ خلفاء ثلاثہ ہی کو نصیب ہوا۔

نمبر ۲: آیت قل للمخلفین من الاعراب پ ۲۶ ع ۱۰۔

www.jmmpak.org

۳- آیت الذین ان مکنا ھم پ ۱۷ ع ۱۲-

۴- آیت والذین ہاجروا نحل ع ۶-

۵- آیت من یرتد منکم عن دینہ پ ۱۶ ع ۱۲-

۶- آیت الم غلبت الروم پ ۲۱ ع ۴- تفصیل کا یہ موقع نہیں-

اور احادیث مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی-

۱- بعض ازواج مطہرات کو خفیہ بتلایا کہ میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوں گے (حیات القلوب ص ۶۱۰ ج ۲، تفسیر قمی ص ۳۵۴، مجمع البیان ص ۳۱۴ سورۃ تحریم وغیرہ)

۲- ایک سائلہ عورت کے پوچھنے پر فرمایا میرے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھنا- (بخاری ص ۵۱۶ ج ۱)

۳- خندق کے موقعہ پر کسریٰ اور قیصر کی فتح کی بشارت دی جو حضرت عمر کے دور میں پوری ہوئی (روضہ کافی ص ۱۲۱ حیات القلوب ص ۴۴۸ ج ۲) اور عمل مرتضوی سے بھی کہ آپ نے فرمایا میں ان دو شخصوں سے ضرور لڑوں گا- جو ناحق دعویٰ کرے اور جو حق کو دوسروں سے روکے (نہج البلاغہ) اور تاریخ شاہد ہے کہ خلفاء ثلاثہ سے آپ نے جنگ نہیں کی- معلوم ہوا کہ ان کی خلافت برحق تھی-

اجماعی خلافت بایں معنیٰ ہے کہ سب مسلمانوں نے بالاتفاق ان حضرات کی بیعت کی- عہد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح کثیر تعداد الگ نہیں رہی- بالفرض اگر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تب بھی اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے خلافت حقہ ثابت ہو جاتی کیونکہ اجتماعی معاملات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے- وامرھم شوریٰ بینھم (شوریٰ ع ۵) کہ رب تعالیٰ کے مطیع بندے آپس میں

www.imampak.org

مشورہ سے اپنے معاملات طے کرتے ہیں۔ شوریٰ اور اجماع کی حجیت پر اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیے یا جیسے نہج البلاغہ میں حضرت امیر نے فرمایا میری بھی ان لوگوں نے بیعت کی جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی۔ اگر مہاجرین و انصار ایک شخص پر اتفاق کر کے اسے امام بنالیں تو وہ اللہ کا منتخب امام ہوتا ہے۔ خود حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو آئمہ شیعہ کی طرح خود ستائی کے رنگ میں آیات بالا سے خلافت ثابت کرنے کی کیا حاجت تھی۔ مزہ اس میں ہے کہ دوسرے حضرات آیات اور عمل نبوی سے ثابت کریں۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں آیت استخلاف پڑھ کر چسپاں کر دی (نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام ص ۱۲۳ ج ۱۲) زیر خطبہ و نحن علی موجود من اللہ۔ وللہ الفضل۔ کسی وعدہ کے ایفاء اور پیشگوئی کے پورا ہو چکنے کے بعد ہی اس کی حکایت ہوتی ہے۔ قبل از تکمیل کچھ کہنا موزوں نہیں لگتا۔ جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کے محب خدا اور محبوب خدا وغیرہ کے اوصاف فرمودہ کی تعیین اسی وقت ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم ملا۔ اس سے پہلے ہر شخص امیدوار تھا۔

سوال ۱۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر کیا فتویٰ ہے۔

جواب: پہلے مدلل بیان ہو چکا ہے کہ حضرت طلحہ، زبیر، عائشہ، معاویہ رضی اللہ عنہم نے نہ خلافت علوی کا انکار کیا نہ دانستہ مخالفت کی۔ البتہ حکومت وقت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلہ خون کا مطالبہ کیا جو آئینی حق تھا جبکہ قاتلان عثمان آپ کی فوج میں شامل تھے (مجالس المومنین ص ۲۸۴) مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض مصالح کے پیش نظر قصاص میں تاخیر کر رہے تھے۔ ان حضرات نے دراصل آپ کی اعانت

www.jmnpak.org

درقصاص کے لیے فوج تیار کی تھی۔ جمل کے موقعہ پر تبادلہ خیال میں مسئلہ حل ہوگیا۔ مگر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے اس صلح میں اپنی موت دیکھ کر غداری سے رات کو جنگ بھڑکا دی (طبری ص۴۸۹ تا ص۴۹۲ ج۴) تقریباً یہی کچھ صفین میں ہوا (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب عدالت حضرات صحابہ کرام ص۲۶۶ تا ص۲۸۸) لہٰذا ان حضرات پر فتویٰ لگانا دراصل۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (ہر ایک سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے) جیسی آیات پر قلم پھیرنا ہے۔ ایک مسلمان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی ورنہ ہم بھی الزاماً کہہ سکتے ہیں کہ ان حضرات نے دارالخلافہ مدینہ یا کوفہ پر تو حملہ نہیں کیا، قصاص کی طلب میں تیاری کرتے تھے تو کیوں کوفہ و مدینہ سے آکر علوی لشکر نے ام المومنین سے جنگ کی۔ حالانکہ عبداللہ بن سلام جیسے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع بھی کیا اور فرمایا کہ اگر مدینہ سے نکلو گے تو پھر کبھی مدینہ دارالخلافہ نہ رہ سکے گا (طبری ص۴۵۶ ج۴) اور حواری پیغمبر و پاسبان رسول کو کس پاداش میں ذبح کیا گیا۔ ساٹھ ستر ہزار مسلمانوں کا خون استحکام خلافت کی خاطر بہانا جائز ہے؟ (فماھو جوابکم فھو جوابنا) اگر آپ خاطی کی نشان دہی پر خوش ہیں تو بعض اہل سنت نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنے والے خطا پر تھے لیجئے اختلاف چھوڑ کر مسلمانوں سے مل جایئے۔

سوال ۱۵: جمل و صفین کے شرکاء میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر؟

جواب: ہر جگہ فلسفے نہیں بگھارے جاتے۔ فرق مراتب کرنہ نکنی زندیقی۔ ورنہ بتلائیں مندرجہ ذیل بزرگوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کا اختلاف۔ حضرت موسیٰ و ھارون علیہما السلام کا معاملہ ڈاڑھی پکڑنا۔ حضرت داؤد

www.jmnpak.org

وسلیمؑ کے فیصلہ کا اختلاف۔ حضرت حسن و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے سیاسی کارروائیوں میں اختلافات و مناظرے (طبری ص ۴۵۶ ج ۴) حضرت معاویہ سے صلح و بیعت کے وقت حسنین رضی اللہ عنہما کا شدید اختلاف۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کئی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہو کر میکے روٹھ جانا اور دربار رسالت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی (فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا مجھے ناراض کیا) سے عتاب ہونا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں جان دینا اور سجاد کا غلام یزید بننا (روضہ کافی) ان میں سے ہر بات قرآن اور کتب شیعہ سے یقیناً قطعاً ثابت ہے۔ یہاں اگر محاکمہ کی آپ کو جرأت نہیں تو اسی طرح اہل جمل و صفین میں حق و باطل کا محاکمہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ شیعہ اگر منکر قرآن ہو کر بندر بانٹ کے محاکمے کریں، تو ان کا دین انہیں مبارک ہو۔ قاتل و مقتول دونوں کا جنتی ہونا سوال نمبر ۱۱ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۱۶: کیا یا علی انت و شیعتک ھم الفائزون جیسی حدیث اہل سنت کے فرقوں کے متعلق بھی ہے۔

جواب: یہ حدیث موضوع ہے۔ کتب صحاح اہل سنت میں اس کا وجود نہیں مقہور و ناکام شیعہ کی تاریخ ہی اسے جھوٹا بتاتی ہے۔ قرآن پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد ہے۔ فان حزب اللہ ھم الغالبون بے شک اللہ کا لشکر (اصحاب محمدی) ہی غالب ہونے والا ہے۔ (مائدہ ع ۸) الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (مجادلہ ع ۲) سنو اللہ کا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے۔ تجربہ اور تاریخ کی کسوٹی پر جب یہ قرآنی ارشادات سچے ثابت ہوئے

www.jamiapak.org

ہیں تو شیعہ کا مذہبی وجود اور تشخص کذب کا آئینہ ہے۔ رہا اخروی نجات کا مسئلہ تو جن کی کامیابی کی یہاں بشارت ملی وہ آخرت میں بھی کامیاب ہوں گے اور یہاں کے ناکام قافلہ اہل بیت کربلا سے بددعائیں لینے والے آخرت میں بھی ناکام اور جہنمی ہوں گے۔ ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

مسلمانوں کے فرقے مذہب پر احادیث، بغض والو، حبِ علی رضی اللہ عنہ کے دعویداران تیرہ فرقوں کی بھی خبر ہو جن کو امام باقر نے سوائے ایک کے جہنمی بتلایا ہے (روضہ کافی ص۲۲۴) تاہم مسلم معترض صاحب اور موجودہ شیعہ جہنمی فرقوں سے ہیں یا ناجی سے۔ اہل سنت کے متعلق حضور کا یہ ارشاد کافی ہے۔ قال النبی الا من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ (کشف الغمہ ص۱۴۲) کہ جو شخص بھی آل محمدؐ کی محبت پر وفات پائے گا وہ سنت نبوی اور جماعت صحابہ کے مذہب پر مرے گا۔ آفتاب نصف النہار کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل السنۃ کو محب اہل بیت اور ناجی اور جنتی ہونا بیان فرمادیا اور شیعہ کے متعلق ص۱۵۹ پر کافی کی یہ حدیث ہے کہ اللہ شیعہ پر غضبناک ہے

سوال ۱۷: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنقید کیوں تھی؟

جواب: اقتلوا النعثل کتب اہل سنت میں نہیں البتہ طبری ص۲۵۹ ج۲ میں ایک

روایت ہے۔ مگر اس کے بیشتر راویوں کا کتب رجال سے پتہ نہیں چلتا۔ مشہور راوی سیف بن عمر۔ لیس بشئی متروک منکر الحدیث اور وضع و زندقہ سے متہم ہے (میزان الاعتدال ترجمہ سیف) پھر آخری راوی مروی عنہ کا نام نہیں ملتا۔ تو روایت مدلس ہوئی روایت کے لحاظ سے بھی۔ یہ روایت محض بکواس ہے۔ معہذا حسب تصریح دیگر روایت بلوائیوں کے غلط پروپیگنڈے پر آپ نے ایسا فرمایا پھر رجوع کیا۔ حضرت عثمانؓ کی مخالف نہ تھیں۔ باغیوں کو روک رہی تھیں۔ ماں کی حیثیت سے کسی بات پر تنقید مخالفت نہیں ہوتی۔ جب بلوائی کمینوں نے حضرت ام حبیبہؓ کی بے عزتی کی تو عزت بچا کر چلی آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کو دیرینہ دشمنی نہ تھی۔ اختلاف کا سبب قصاص قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھا ایک پیغمبر کی اہلیہ ہیں۔ ایک معزز داماد۔ ان دونوں میں نفرت اور دشمنی ثابت کرنا پیغمبر کا دشمن اور آپ کی تعلیم و تربیت کا مذاق ہی کر سکتا ہے۔ آپ کا محب اور مسلمان تو اس کی مدافعت ہی کرے گا۔ حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کے بغض سے برأت کی تفصیل سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا از سید سلیمان ندوی میں ملاحظہ کریں۔

سوال ۱۸: آئمہ اربعہ کی امامت کیسی ہے۔

جواب: اہل سنت کے فروعی گروہوں کے آئمہ اربعہ کی امامت نہ مثل نبوت ہے نہ منصوص ہے (اور نہ اہل سنت شیعہ کی طرح نبوت کے ساتھ اس شرک عظیم کو جائز سمجھتے ہیں۔) یہ تو قرآن و سنت میں غور و تدبر اور غیر منصوص مسائل کی تحقیق میں اختلاف آرا ہو کر ایک ایک مذہب کی حیثیت اختیار کر گئے جیسے

www.jmnpak.org

خود حضرت باقر و جعفر رحمۃ اللہ علیہما ہیں یا حضرت زیدؒ اور دیگر اہل بیت ہیں یا حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما میں فقہی اختلافات ہیں۔ جن میں ایک دوسرے کی قطعی تغلیط کی جا سکتی ہے نہ کسی معین مسلک کو ماننا ہی باعث نجات ہے۔ یہی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے۔ گو مجتہدین امام سینکڑوں گذرے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ان چار ہی بزرگوں کی امامت و تقلید پر متفق کر دیا۔ یہی ان کی حقانیت کی دلیل ہے۔

کتب اہل سنت میں یہ حدیث قطعی الثبوت ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ کتب شیعہ در حیات القلوب ص ۱۳۰ ج ۲ پر ہے وایشاں را بر گمراہی جمع نہ کند۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْمَعَهُمْ عَلَى الضَّلَالِ (نہج البلاغہ) اللہ ان لوگوں کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ ایک اور روایت میں فرمایا لوگو! سواد اعظم کا دامن پکڑو اس لیے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور تفرقہ سے بچو کیونکہ سب لوگوں سے الگ راہ چلنے والا شیطان کا شکار ہوتا ہے۔ جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیے کا تحفہ (اثنا عشریہ ص ۱۹۵ طبع فارسی) چاروں مصلوں کو کعبہ میں رکھنے یا اٹھا دینے سے ان کی حقانیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ہر ایک کے پیروکار آج بھی اسی طرح شیر و شکر ہیں جیسے پہلے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے بخوشی نماز پڑھتے ہیں ہر حاجی اس کا گواہ ہے۔ کیا سنی شیعہ تفریق کے پیش نظر اسلام بھی جھوٹا ہوگا یا حکومت کی پیداوار؟ یا شیعہ کا تاریخی نشیب و فراز دیکھ کر اسے زمانہ کی پیداوار مان لیں گے۔ درحقیقت سعودی حکومت کے ہاتھوں قدرت نے یہ

www.JamiaPak.org

کام کروا کر روافض اور قادیانیوں جیسے اعداء اسلام کو یہ طمانچہ رسید کیا ہے۔ جو اتحاد ملی کے دشمن اور چاروں مسالک کو ایک دوسرے کی ضد یا مخالف جانتے ہیں۔ چاروں مسلوں کو بعض علمائے مکروہ کہا ہے۔ مگر علامہ شامی و ملا علی قاری نے جواز کو ترجیح دی ہے (شامی ص ۳۶۲ ج ۱)

سوال ۱۹: مروان پر قتل عائشہ رضی اللہ عنہا کا الزام

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ ماننے والے کو آپ جہنمی مان چکے ہیں۔ اپنی ماں سے جنگ کرنے والے مومن بیٹوں پر فتویٰ بھی آپ بتا دیں۔ نجیب آبادی کی تاریخ سے مروان پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے قتل کا جو الزام لگایا ہے وہ بظاہر غلط ہی ہے کیونکہ مورخین آپ کے تذکرۂ وفات میں یا مروان کے حالات میں اس کا ذکر نہیں کرتے۔ نجیب آبادی صاحب نے بلا حوالہ لکھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ام المومنین اور معلمہ امت کی اچانک موت میں گرگر تیر تلواروں سے شہادت کا سب مورخین ذکر کرتے اور قاتل پر لعنت بھیجتے۔ سارے مدینہ میں کہرام مچ جاتا اور واقعہ شہادت متواتر ہوتا۔ معہذا مروان متفق صحابی نہیں۔ جمہور کے ہاں تابعی ہیں۔

سوال ۲۰: شیخین رضی اللہ عنہما کی شجاعت سے کتنے کفار قتل ہوئے۔

جواب: ہمارے خیال میں جنگوں میں شرکت ثابت قدمی اور جرأت مدار فضیلت ہے۔ بالفعل قتل کرنا تو اتفاقی ہے ورنہ اشجع الناس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کتنے مقتول ہوئے؟ جرأت کے متعلق سنیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم سب سے بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ بدر کے دن عریش پر حضور علیہ السلام کا پہرہ دینے کے لیے کوئی تیار نہ ہوتا تھا حضرت

www.jamiapak.org

ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ جو کافر آتا مار بھگاتے (ابن سعد و منتخب الکنز ص۲۴ ج۵) بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشہور بہادر اور اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا (سیرت ابن ہشام ص۴۴۸) پھر کوئی بہادر آپ کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔ احد کے موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمن کو قتل کرنا چاہا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلوار میان میں کر کے اپنی جگہ واپس آجاؤ اور اپنی ذات سے ہمیں نفع پہنچاؤ (کشف الغمہ ص۲۵۲) احد میں حضرت عمر رضی اللہ نے ابوسفیان سالار لشکر کو محض پتھروں سے مار بھگایا (سیرت النبی ص۳۸۰ ج۱) خالد بن ولید نے ایک دستہ کے ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنا چاہا مگر حضرت عمر رضی اللہ نے چند مہاجرین و انصار کو لے کر حملہ کیا اور اس کو پسپا کر دیا (سیرت ابن ہشام ص۵۷۶ طبری ص۱۴۹۰) احد میں چند اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے (ابن ہشام و طبری بحوالہ الفاروق ص۹۲) اور (حیات القلوب ص۳۹۶ ج۲) کی ایک طعن آمیز روایت سے بھی ثابت قدمی کا پتہ چلتا ہے۔

ابوسفیان نے جنگ کے خاتمہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہی کو اسلام کا بڑا ستون سمجھ کر ندا دی تھی۔ افیکم محمد افیکم ابوبکر افیکم عمر بن الخطاب کیا تم میں محمد زندہ ہیں۔ کیا ابوبکر و عمر زندہ موجود ہیں (بخاری ص۵۶۹ جلد دوم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کفار بھی شیخین کو افضل مانتے تھے۔ کیا شیخین نے ان کو رشوت دی ہوئی تھی؟ غزوہ خندق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے جس حصے پر متعین کیا یہاں سے کفار نے آگے بڑھنا چاہا، مگر حضرت عمرؓ نے

www.jmpak.org

مار بھگایا (الفاروق ص۹۵) اسی جنگ میں عرب کے مشہور پہلوان ضرار اسدی کا تعاقب کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھگا دیا (سیرت النبی ص۴۲۸ ج۱) الغرض متعدد غزوات میں ان حضرات نے بھی کفار کو قتل کیا۔ کیا ضروری ہے کہ ہر مقتول کا نام و پتہ ہم تک بھی پہنچے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقتولین کے بھی چند نام بتائے جا سکتے ہیں حالانکہ قتل ان سے کہیں زیادہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مشہور کلیہ کے مطابق عدم ذکر شی، عدم وجود شی کو مستلزم نہیں۔ دو بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سالار جنگ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ بنایا۔ (سیرت نمبر پٹھان ص۴۹ ۲۷ جولائی ۱۹۶۴ء)

گو روایات مغازی کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کفار زیادہ قتل ہوئے مگر مکی زندگی اس کے برعکس ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت کم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا یا کفار سے تکلیف پائی۔ مگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں جانفشانیاں اور حمایت رسول ضرب المثل ہیں۔ (طبری ص۳۲۲، ۳۲۵ جلد دوم البدایہ وغیرہ ص۷۹ ج۳) اسی طرح سخاوت، عبادت اور سیادت میں ان حضرات کا مقام بہت اونچا ہے۔ حضرت ابوبکر آغاز اسلام میں بہت مالدار تھے مگر ۴۰ ہزار درہم۔ اللہ کی راہ۔ مسلمان غلاموں کی رہائی وغیرہ میں خرچ کر دیے۔ غزوہ تبوک کے لیے گھر میں جھاڑو دے کر حضور صلعم کے حوالے کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال دے کر بزعم خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ عبادت و اخلاص میں جن کے متعلق رب تعالیٰ تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم

www.Jamiapak.org

من اثر السجود - (تم ان کو رکوع اور سجدے میں دیکھتے ہو وہ صرف اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں سے ان کے چہرہ پر آثار ہیں۔ گواہی دیں اب ان میں مقابلہ بازی ایک کو بڑھانا دوسروں کو گھٹانا، ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ ان ہی قربانیوں اور اوصاف عالیہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا خاص وزیر و مشیر بنالیا اور سپاہیانہ خدمت کم لیتے تھے۔ اشداء علی الکفار قیصر و کسریٰ کی حکومت الٹ دیں اور نصف معلوم دنیا کو فتح کر کے لا الہ الا اللہ کا جھنڈا گاڑ دیں۔ اس میں زیادہ کمال ہے یا بالفعل دو چار کافروں کو قتل کرنے میں زیادہ بہادری ہے۔ کیا بادشاہ، وزیر یا جرنیل کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ سپاہی کی حیثیت سے دو چار خود قتل کریں۔ خدا معترض کو عقل دے۔

سوال نمبر ۲۱: لایزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشرۃ خلیفۃ کلھم من قریش (مشکوٰۃ) اس سے کون سے ۱۲ خلفاء مراد ہیں۔

جواب: اس کا ترجمہ ہے اسلام بارہ حکمرانوں کے عہد خلافت تک غالب ہی رہے گا۔ وہ سب قریش سے ہوں گے۔ ترمذی و مسلم کی روایات میں امیراً کا لفظ آیا ہے۔ یعنی حاکم وقت ہوں گے۔

شیعہ کے تصور امامت اور اہل سنت کے تصورِ امامت و خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان کے آئمہ پیغمبروں سے بلند رتبہ۔ اللہ کے نور سے نور اپنی موت و حیات پر قادر۔ عالم ماکان و مایکون اور علم جفر کے مالک۔ صاحب وحی و کتاب ہوتے ہیں اور ان سے اختلاف رکھنے والا کافر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو در کافی کتاب الحجۃ، جب کہ اہل سنت کے خلفاء حضور صلعم

کے خادم و متبع۔ خاکی بشر اموت و حیات میں خدا کے محتاج۔ خاصہ خداوندی علم غیب سے محروم اور صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کو ہی دینی حجت جان کر ان کی اتباع کرتے ہیں۔ اس واضح فرق کے باوجود حدیث بذا کا شیعہ آئمہ سے کوئی تعلق نہیں اور شیعہ کے خود ساختہ بارہ آئمہ اس کے مصداق ہرگز نہیں کیونکہ ان کو حکومت و خلافت اور شریعت و حدود کے نفاذ کا موقعہ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو ملا ہی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بتصریح شیعہ (مجالس المومنین ص۵۲ فروع کافی ص۵۵۲/۵۴ اساس الاصول از طباطبائی علی وغیرہ) شیعہ کے اسلام کا غلبہ تھا۔ سنی اسلام کا تھا۔ شیعی امام مثل نبی تو کہلاتے ہیں مگر اسلام نبوی ان کے عہد میں مغلوب اور تقیہ میں چھپا رہا۔ بارھویں امام از خود بارہ سو برس سے غار میں چھپے ہوئے ہیں (تاریخ اسلام از سید امیر علی) صاحب تاریخ الخلفاء اور شرح فقہ اکبر کے انفرادی بیان کے مطابق مسلک مختار کے خلاف اگر چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ ہو تو قطع نظر یزید کی مختلف فیہ پوزیشن اور کردار کے بحیثیت مجموعی اسلام غالب رہا۔ فتوحات اسلام بھی جاری رہیں۔ گو واقعہ کربلا اور حرہ کی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ عظیم پہنچا مگر حدیث کا مفہوم غلبہ اسلام پورا ہے۔ بہر کیف ملی نقصان اس عہد میں اس نقصان سے کم ہے، جو ۳۶ھ میں ساٹھ ستر ہزار مسلمانوں (خصوصاً طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جیسے ستون اسلام) کی شہادت سے ہوا۔ یہ لوہے اور لکڑی کے پتلے تو نہ تھے کہ اسلام اور پیغمبر اعظم کو درد محسوس نہ ہو۔ یہ بھی روح مع البدن اور پیغمبر اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے خاص رشتہ دار اور متعلقین تھے۔ یزید جیسا بھی ہو شیعہ کے چوتھے امام

www.jmnoak.org

نے تو ان کی غلامی اختیار کر کے گویا بیعت کر ہی لی (ملاحظہ ہو روضہ کافی ص۲۴۶)۔
حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے معترض شیعہ کو کیا خوب جواب دے کر حقیقت کھول دی۔

آیا نمیدانید ہیچ از ما نیست مگر آنکہ در گردن او بیعتے از خلیفہ جورے کہ در زمان اوست واقع می شود مگر قائم ما (جلاء العیون ص۲۶۱)

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کی گردن میں زمانے کے ظالم خلیفہ کی بیعت و اطاعت ڈالی جاتی ہے سوائے مہدی کے۔

اب تو یزید شیعہ کا ہی امام و خلیفہ ثابت ہو چکا۔ امید ہے کہ اہل سنت کو طعنہ نہیں دیں گے۔

اہل سنت کے دوسرے قول میں تا قیامت خلیفہ ہونے والے خیر معین بارہ حاکم و خلفاء مراد ہیں۔ تیسرے قول میں امام مہدی کے بعد ہونے والے بارہ خلفاء مراد ہیں۔ (مجمع البحار حاشیہ ترمذی ص۳۴۵) القصہ اس حدیث میں بارہ خلفاء اور حکمرانوں کی ذاتی فضیلت مدح مذکور نہیں ہے بلکہ مجموعی طور پر اسلام کا غلبہ اور اندرونی و بیرونی حملوں سے قوت مدافعت مراد ہے۔ یہی منصب امامت ہے۔ حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ (جو امام زمان کو پہچانے بغیر مرے اس کی موت جاہلیت کی سی ہے) یہ کوئی معتبر حدیث نہیں نہ حضرت شاہ صاحب نے اسے حدیث کہہ کر نقل کیا ہے۔ پھر اس میں امام زمانہ سے مراد ظاہر عادل خلیفۃ المسلمین ہے خواہ کسی عہد میں ہو اس کی بیعت اور جائز باتوں میں اس کی اطاعت ضروری ہے امام

www.imranpak.org

کا اطلاق قرآن پر بھی ہوا ہے، امام زمان اسے مانا جائے تو کیا حرج ہے۔ شیعہ کے امام تو مثل شارع نبی ہیں۔ حلال و حرام میں مختار اور ہر زمانہ میں نئے احکام دیتے ہیں۔ آج ان کے امام العصر مہدی ہیں۔ مگر صد افسوس وہ اپنا منصب چھوڑ کر غائب ہیں اور شیعہ یا تو جناب امام باقر و جعفر رح کی منسوخ امامتوں کی شریعت کے پیرو ہیں یا پھر غیر منصوص خاصب و خاطی مجتہدوں اور ذاکروں کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں۔ امام زماں مہدی کا قول و عمل کسی کے پاس نہیں، نہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنے نہ کرنے میں سنی شیعہ برابر ہو گئے۔

سوال ۲۲: کیا دین مصطفیٰ میں کمی بیشی کا کسی کو حق ہے۔

جواب: اہل سنت کے مذہب میں یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ یہ صرف شیعہ مذہب کا خاصہ ہے کہ جہاں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب عمر کی محنت شاقہ سے تیار کردہ مسلمان جماعت کے ایک ایک فرد کو خارج از ایمان اور مرتد قرار دے دیا (اصول کافی) وہاں حضور کی شریعت کے ایک ایک مسئلہ کو ختم کر کے متوازی اور حسب منشا شریعت اپنے خود ساختہ مثل پیغمبر معصوم اور صاحبان وحی و کتاب آئمہ سے تصنیف کرا دی کیونکہ وہ یحللون ما یشاؤن و یحرمون ما یشاؤن (اصول کافی ص۲۲۱) (دین مصطفیٰ کے جس مسئلہ کو چاہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس (حلال) مسئلہ کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں) کے منصب کے مالک ہیں۔ نیز وہ تمام انبیا کے علوم کے وھبی من اللہ وارث ہیں (کافی ص۲۲۶) بلکہ وہ اللہ کی شریعت کے والی (یعنی

بالفاظ دیگر پیغمبرم) اور اس کے علم کا خزانہ ہیں (اصول کافی ص۱۹۳) بلکہ امام جعفر رح نے تو صراحۃً فرمادیا ہے کہ:

ماجاء به علی اخذه وما نهی عنه انتهی (اصول کافی)	جو شریعت علی لائے ہیں، تو وہ لیتا ہوں اور جس سے وہ روکیں رکتا ہوں۔
جری له من الفضل ما جری لمحمد وکذالک یجری الائمة الهدی واحد ا بعد واحد (اصول کافی ص۱۲۷، طبع لکھنو)	ان کی وہی شان ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (معاذ اللہ) شان ہے اسی طرح شان ہدایت کے باقی امام یکے بعد دیگرے بھی رکھتے ہیں)

بلکہ العیاذ باللہ پیغمبر کی جملہ تعلیمات باطل اور صرف آئمہ کی تعلیمات برحق ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

باب انه لیس شئ من الحق فی ید الناس الا ما خرج من عند الائمة وان کل شئ لم یخرج من عندهم فهو باطل وفیه احادیث عن ابی جعفر (اصول کافی ص۳۹۲ ج۱)	کافی میں یہ باب باندھا گیا ہے کہ لوگوں کے پاس کچھ بھی سچی تعلیم نہیں مگر جو آئمہ سے نکلے۔ اور جو ان سے نہ نکلے وہ سب باطل ہے۔ اس میں امام باقر کی کئی احادیث ہیں۔

چنانچہ اس منصب کی رو سے جو آئمہ کی نئی شریعت وجود میں آئی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں، خسر، دامادوں اور جانثاروں پر لعنت بھیجنا (تبرا) اصول دین بن گیا۔ امام انبیا سے بھی افضل ہو گئے۔ موت و حیات اور آسمان و زمین کے بھی مالک ہو گئے۔ خدا کو بھی صاحب بداء (جاہل) بتایا گیا

www.immpak.org

۹/۱۰ حصے دین اسلام کو چھپانا اور جھوٹ بولنا واجب ہوگیا۔ زنا کو متعہ کے نام سے سب سے افضل نیکی بتایا گیا کہ تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے (تفسیر المنج پ ۵ ج ۱) خیر شیعہ اولاد علی اور سادات پر بھی لعنت بھیجنی جائز ہوگئی وغیرہ (تفصیل کے لیے علماء اصول کافی بھی ملاحظہ کریں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جن مسائل کی ایجاد کا الزام ہے وہ مذہب اہل سنت میں غلط ہے۔ کیونکہ یہ مسائل حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت ہیں۔

۱۔ آذان میں الصلوۃ خیر من النوم مرفوع یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (بخاری ص ۸۲ ج ۱۔ طبرانی بیہقی نیل الاوطار ص ۴۰ ج ۲) موطا امام مالک کی ایک روایت سے بعض حضرات کو غلطی لگی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کر دی۔

۲۔ نماز تراویح باجماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن خود پڑھائی۔ (بخاری ص ۱۶۱ ج ۱) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کی سنت کو زندہ کر دیا)

۳۔ چار تکبیر نماز جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (بخاری ص ۱۷۸ ج ۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قانونی شکل دی۔

۴۔ متعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حرام فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے موقعہ پر حرمت متعہ کا اعلان فرمایا تھا (صحیح مسلم ابواب المتعہ ص ۴۵۱ ج ۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو تقیہ باز کچھ لوگوں کی شرارت کے پیش نظر سخت قانون بنا دیا۔

۵۔ سبحانک اللھم اور التحیات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

www.imampak.org

سے ہے (مستدرک ص ۲۳۵ ج ۱۴ - شیعہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۰۵)

۶- تین طلاقیں معاً بائن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں (بخاری ص ۷۹۱ ج ۲) فلوکان ممنوعا لانکرہ (فتح الباری) اگر ناجائز ہوتیں تو آپ انکار کرتے (حاشیہ بخاری ص ۷۹۱ ج ۲)

۷- قیاس احادیث نبوی سے مستنبط اور تمام فقہاء کا معمول یہ ہے۔ حضرت معاذ بن جبل کو حضورؐ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا کس کس چیز سے فیصلہ کرو گے تو انہوں نے قرآن و سنت کے بعد (اجتہاد) قیاس کا نام لیا تو آپ بہت خوش ہوئے (مشکوٰۃ کتاب القضایا ص ۳۲۴) خود شیعہ کے علماء مجتہدین آئمہ سے غیر مروی مسائل میں قیاس ہی سے کام چلاتے ہیں۔ مگر یہ بے جان اور اذا مات المفتی صات الفتوی (مفتی کے مرنے پر فتویٰ بھی باطل ہو گیا) کا مصداق ہوتا ہے۔ آخر میں محرکۃ الآلاء سوال یہ ہے کہ بقول شما ان بدعات عمری کو حضرت علی المرتضیٰ نے کیوں اپنی عہد حکومت میں ختم نہ کیا۔ آپ کیسے امام ہیں جبکہ شریعت میں کمی بیشی پر تقیہ کرتے۔ اور لوگوں کی مخالفت کے خوف سے اجراء شریعت نہیں کرتے۔ حالانکہ اصول کافی ص ۱۷۸ میں امام کی تعریف اور غرض بعثت بھی یہ لکھی ہے کہ اگر مسلمان دین میں کچھ اضافہ کریں تو وہ امام رد کرے اگر کمی کریں تو پورا کرے۔ اگر امام یہ کام نہ کرے تو اس کے وجود کا کیا فائدہ اور اس کے انکار پر تکفیر مسلمین کیوں؟ اگر آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں متعہ جیسے حیا سوز مسئلہ کی حرمت نبوی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ لوگ آج تک کیوں کوستے ہیں۔ اب نہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے اور نہ آپ کا اصول تقیہ باقی اور سچا رہا ہے پھر ڈر کیسا جرأت سے کام لے کر اپنی ہر مسجد، امام باڑہ اور کربلا کے ساتھ دارالمتعے بھی بنائیں اور اس کار خیر کے

ذریعہ اپنے مذہب کو خوب ترویج دیں۔ شیعہ تفسیر منہج الصادقین پ ۵ کے مطابق تین تین مرتبہ متعہ کرنے سے جب لاکھوں شیعہ والعیاذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مثل و ہم مرتبہ بن جائیں گے تو سب دنیا فتح ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۲۳: کیا کسی امت کا خلیفہ اجماع سے بھی بنا؟

جواب: مسئلہ خلافت پر نصوص اور مسلمانوں کا ایک امام پر اتفاق گذر چکا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد مشیت خداوندی سے جو بھی خلیفہ بنا سب امتوں نے اس پر اتفاق و اجماع کیا اور حضور کے خلیفہ کی بھی یہی شان تھی مگر افسوس کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار امتوں کی سنت کے برعکس۔ بعد میں پیدا ہونے والے فرقہ شیعہ نے متفق خلیفہ کا انکار کر کے نئی راہ ضلالت نکالی اور اتفاق کرنے والے سب صحابہؓ، پیغمبرؐ کو خارج از ایمان قرار دیا۔ کیا سابق کسی خلیفہ کا بھی امت کے کچھ لوگوں نے انکار کیا؟ کیا کسی پیغمبر کے اصحاب کو بھی امت نے مرتد بتایا؟۔ کیا ہی غضب کی بات ہے کہ یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام تو اپنے پیغمبروں کے جانشینوں اور اصحاب کو سب سے افضل مانیں مگر شیعہ اپنے پیغمبر کے خلفاء اور صحابہ کو مرتد و منافق کہیں؟ توبہ

ہاں اجماع اور شوریٰ سے انتخاب تاریخ سے بھی ثابت ہے۔ تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۶۵ جلد دوم پر ہے وَکان امرھم شوریٰ فیختارون للحکم من شاء وفی عامتھم وتارۃ یکون نبیاً یدبرھم بالوحی وَاقاموا علی ذالک نحوا من ثلثماۃ سنۃ۔ کہ حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کا معاملہ شوریٰ پر چلتا تھا وہ حکومت کے لیے عام لوگوں سے

جس کو چاہتے منتخب کرتے اور جنگ کے لیے اسی طرح آگے کرتے مع ہذا ان کو معزول کرنے کا بھی اختیار تھا اور کبھی ان کا حاکم پیغمبر بنتا جو وحی سے کام کرتا وہ تین سو سال اسی طرز پر رہے الخ۔ کیا انبیا کی موجودگی میں یہ سلسلہ گمراہی کا تھا؟

سوال: ۲۴۔ کلمہ طیبہ کی بحث۔

جواب: کلمہ طیبہ ہی اسلام کی بنیاد اور کفر و اسلام کا امتیازی ستون ہے اگر قرآن پاک میں یہی نہ ہو تو پھر اور کیا ہوگا۔ مسلمانوں کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (پ ۲۶ ع ۱۲) میں مذکور ہے۔ شیعہ کا کلمہ باضافہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل خود ساختہ ہے۔ آیت ولایت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا (بلاشبہ یہود کے مقابل تمہارے دوست اللہ پاک اس کے پیغمبر اور مومنین ہیں مائدہ ع ۸) سے ثابت نہیں ہے کیونکہ ایسا کوئی لفظ یہاں نہیں ہے۔ اگر لفظ وَلِی سے بناتے ہو تو یوں بنتا ہے۔ لا ولی الا اللہ ومحمد والمومنون۔ یا المومنون اولیاءی نہ کہ علی ولی اللہ۔ اور اس طرح آیت واولی الامر منکم کی طرف کلمہ کی نسبت دروغ گوئی ہے۔ علی ولی اللہ یہاں کیسے۔ اس آیت سے مراد متقی عادل حکمران ہیں یا نڈر اور ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے علماء مجتہدین شیعہ کے آئمہ نہ خود مختار حاکم ہیں نہ صاف گو نڈر مجتہد۔ وہ تو خائف و تقیہ باز تھے امام جعفر و باقر کا فرمان ہے والتقیۃ من دینی ومن دین آباءی (اصول کافی ج ۲ ص ۲۲۳) (تقیہ میرے باپ دادا کا مذہب ہے) کتب مناقب میں سے ریاض النضرہ

صـ۵۱ کا جو حوالہ دیا ہے خیانت صریح ہے۔ وہاں اخو رسول اللہ کے لفظ ہیں نہ علی ولی اللہ و خلیفۃ بلا فصل۔ حضرت علی رضی اللہ کے برادر نبوی ہونے کا کوئی مسلمان منکر نہیں۔ ——— ہے تذکرۃ الخواص کے حوالے تو یہ سبط ابن جوزی کی تالیف ہے جو نہایت مجروح و غیر معتبر ہے۔ یوسف بن فرغلی اس کا نام ہے۔ یہ بباطن شیعہ تھا۔ اسی نے امام کے معصوم ہونے کی شرط تذکرۃ الخواص میں لکھی ہے۔ لالچ میں پیسے لے کر حسب منشا عوام مسئلہ دکتب لکھ دیتا۔ اس پر تفصیلی جرح میزان الاعتدال ج ۲ صـ ۲۳۲ اور منہاج السنۃ ج ۲ صـ ۱۳۲ پر ملاحظہ کریں۔ علاوہ ازیں مناقب کی ضعیف کتابوں سے اصولی مسائل اور کلمے طیبے ثابت نہیں ہوا کرتے۔ یہاں قرآن و سنت سے متواتر نصوص درکار ہیں ورنہ ہم بھی ریاض النضرۃ سے ایسے کلمے دکھا سکتے ہیں۔ مثلاً صـ۴۶ پر ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الشہید علی الرضا۔ عرش الٰہی پر یہ کلمہ لکھا ہے۔ شیعہ دوستو! کلمہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام لوگوں کو مسلمان کرتے وقت پڑھاتے تھے۔ اس میں توحید و رسالت کا اعتراف ہوتا تھا۔ کتب شیعہ سے شہادتین والے کلمہ پر انبار لگایا جا سکتا ہے۔ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب ج دوم میں سے چالیس حوالے میں پیش کر سکتا ہوں۔ فضل بن مبارز، حضرت خدیجہ، ابو ذر اور حمزہ رضی اللہ عنہم یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے یہی کلمہ پڑھ کر جان دی (حیات القلوب صـ ۲۶۳، ۲۷۴، ۶۵۵ ج ۲) اور آئمہ اہل بیت شکم مادر سے باہر آکر یہی کلمہ پڑھتے تھے (جلاء العیون)

www.jnmpak.org

رہا ینابیع المودۃ کا حوالہ یہ بھی ہم پر حجت نہیں اس کے مصنف سلیمان بن ابراہیم معروف خواجہ کلاں نے ۱۲۹۱ھ میں شیعہ سنی کتب مناقب سے ہمہ قسم کی رطب و یابس روایات جمع کر دی ہیں۔ اور یہ بباطن شیعہ ہیں کتاب ہذا سے ان کے عقائد واضح ہیں کہ باب ۷۳ میں امام مہدی کو زندہ مان کر غائب بتلایا اور بارہ خاص وکلا کے نام بتائے ہیں جو بقول شیعہ ان سے ملاقات کرتے ہیں باب ۷۶ میں امام مہدی کو حسن عسکری کا بلاواسطہ بیٹا ثابت کیا ہے۔ باب ۹۳ میں یہ بتایا ہے کہ حضور کے ۱۲ عدد وصی مفترض الطاعہ ہیں جنکے اول حضرت علی المرتضیٰ اور آخری محمد مہدی ہیں جو غائب ہیں سے ثابت کریگا (بحوالہ حدیث تقلین ص۱۵ از مولانا محمد نافع) تمام اہل سنت میں ہاتھ باندھنا فصل لربک وانحر (اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور ہاتھ باندھیں) (بخاری ص۱۰۲ ج۱) اور وضو کی صحیح ترتیب آیت وضو سے ثابت ہے۔ رہیں نام نہاد اہل سنت کی بدعات۔ قوالی، قبروں پر حال کھیلنا۔ طبلے کی سر تال پر سرمارنا، گیارھویں شریف عرس شریف، بہشتی دروازوں سے گذرنا تو یہ جہلا کے کام ہیں۔ مستند علماء اہل سنت ان کے قائل نہیں۔ درحقیقت یہ تارک شریعت محمدی فرقہ کے ماتمی مجالس وجلوس میں شرکت کی تاثیر اور صدائے بازگشت ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت بدعتی ترا بدعتی کند

اگر آپ لوگ اب بھی قرآن وحدیث اور ارشادات آئمہ کی ان تصریحات کو نہ مانیں۔ تو فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین۔ پیش نظر ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔ ختم شد۔

www.jmnpak.org

شیعہ سے چند سوالات

نالۂ بلبلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

سوال ۱: پ ۱۹ ع ۱ کی آیات میں یہ تصریح ہے کہ خشکی اور تری میں گمشدگوں کو راہ دکھانا اور آسمان و زمین سے لوگوں کو رزق دینا، مضطر کی دعا کو قبول کرنا اور مصیبت ٹال دینا اور ہر ذرے کا عالم الغیب ہونا اور ہر چیز پر قادر ہونا اللہ کے کام ہیں جو صرف اللہ آسمان و زمین کے خالق کا خاصہ ہے۔ جیسے:
اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ اور قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ نیز پ ۱۷ سورۃ انبیاء ع ۵، ۶ میں بھی یہ صراحت ہے کہ حضرت نوح، ابراہیم، لوط، داؤد، سلیمان، ایوب، اسماعیل اور ادریس، ذالکفل، یونس، زکریا انبیاء علیہم السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اسی نے ان کی حاجات پوری فرما کر اپنی رحمتوں میں داخل کیا۔

مگر آج عام و خاص شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاجت روا مشکل کشا، روزی رساں، دافع بلیات، غیب دان ہر چیز پر قادر بلکہ انبیا علیہم السلام کے مددگار اور دستگیر رہے ہیں جیسے کہ تاریخ الائمہ ص ۵۲ پر ہے۔ رسولوں کی

www.jmmpak.org

ہوئی حاجت روائی۔ علی نے کی نوح کی ناخدائی۔ کملک یونس کی کی دریا کے اندر کیا
یعقوب کو یوسف سے آگاہ۔ کر دوا ایوب کے زخموں کی کی واہ۔ عطا کی خضر کو الیاس
کی راہ۔ جب ابراہیمؑ کی چاہی اعانت (العیاذ باللہ) علی نے کی علی نے کی اعانت۔۔۔ تا
علی کا معجزہ ایک ایک ہے نادر۔ علی کی ذات ہے ہر شے پہ قادر۔

سوال یہ ہے کہ شیعہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے کھلے منکر تو نہیں۔ اور کیا حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو وہ الوہیت کے مقام پر نہیں بٹھا چکے۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ
ہے۔ بقول کسے ؎

جو عرش پر مستوی تھا خدا ہو کر
وہ کوفہ میں اتر پڑا حاجت روا ہو کر

سوال ۲: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب لوگوں کے لیے
رسول بنا کر بھیجا اور آپ کی پیروی کو فرض قرار دیا۔ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ اطاعت
پیغمبر آپ کے زمانے میں واجب تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض ہے۔ وہی حجۃ اللہ اور حلال و حرام میں
مختار ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حیثیت تسلیم نہ کی اور براہِ
راست رسالت مآب سے شنیدہ ارشادات کے متبع رہے وہ شیعہ کے نزدیک
دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ کیا شیعہ "محمد رسول اللہ" کے منکر نہیں؟
کہ تعلیم رسالت کے بجائے تعلیم امام پر عمل کرتے اور آخری حجت صرف انہی کو مانتے ہیں

سوال ۳: حضرت صادقؒ مذہب شیعہ کے بانی فرماتے ہیں۔ ما جاء بہ علی
آخذہ وما نہی عنہ انتھی عنہ جری لہ من الفضل ما جری لمحمد (اصول کافی

www.imranpak.org

ط لکھنؤ جو علی رضی اللہ عنہ احکام شریعت لائے ہیں وہ میں لیتا ہوں اور جس سے وہ روکیں رکتا ہوں۔ آپ کا وہی مرتبہ ہے جو رسول اللہ کو ملا ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ شان بیان کی ہے۔ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ (حشر ع ۱-) جو تم کو رسول حکم دیں وہ لو اور جس سے وہ روکیں رک جاؤ۔ کیا شیعہ کے منکر رسول اور منکر ختم نبوت ہونے کسی اور دلیل کی بھی حاجت ہوگی۔؟

سوال ۴۔ اسلام کی پوری تاریخ میں لا الہ الا اللہ کے بعد کلمے کا دوسرا جزو وقت کے پیغمبر کی نبوت و رسالت کا رہا ہے۔ جیسے آدم صفی اللہ۔ نوح نجی اللہ۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ پیغمبر کے جانشین و امام کا کلمہ ہرگز نہیں بنایا گیا۔ خود قرآن پاک نے بھی "لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ" (پ ۲۶ - ع ۶ - ۱۲) کی ہی تعلیم دی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی توحید و رسالت کی شہادت کا کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے تھے۔ مثلاً ملاحظہ ہو (حیات القلوب ص ۳۱۵ ج ۲، ۳۱۶، ۳۸۴، ۴۳۷، ۴۵۶، ۵۶۵) -

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اسی پر جان دی (حیات القلوب ص ۵۵۵ ج ۲، ۵۵۷) شیعہ نے قرآن سنت کے برعکس نیا کلمہ نکالا۔ اور حالیہ سکولوں کے نصاب دینیات میں متفقہ کلمہ کو درج نہ کرنے دیا۔ کیا خدا اور رسول کے کلمے کو ناقص کہنے والا اور اس کے ماننے والے کو مومن نہ جاننے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟ اور کیا کلمہ میں اختلاف سے اسلام کے دو ٹکڑے نہیں ہو جاتے؟۔

سوال ۵۔ قرآن پاک کی تعلیم میں عقیدہ آخرت کی غرض و غایت یہ ہے

www.jimpak.org

ایمان و اعمال صالحہ پر جنت ملے گی اور کفر و نافرمانی پر جہنم۔ لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی۔ (طٰہٰ ع ۱) (قیامت آئے گی تاکہ ہر جی کو اس کی اچھائی اور برائی کا بدلہ دیا جائے۔ مگر شیعہ کا قطعی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی بنا پر کسی بھی جرم میں ماخوذ نہ ہوں گے اور قطعی جنتی ہیں۔ (مجالس المومنین ص ۳۸۵) حب علی حسنۃ لا تضر معھا سیئۃ یعنی علیؓ سے اگر محبت ہو تو کسی گناہ سے نقصان نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ سب سے زیادہ فاسق اور گناہوں پر جری ہوتے ہیں۔ کیا شیعہ نے عقیدہ آخرت اور مجازات اعمال کا انکار نہیں کر دیا؟

سوال نمبر ۲: ارشاد خداوندی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع ۱) کے مطابق قرآن کریم۔ لوگوں کی دست برد اور تحریف سے تا قیامت محفوظ رہے گا اور سب شریعت کا اسی پر دار و مدار ہے۔ مگر شیعہ کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی بیشی ہو گئی۔ اس میں کفر کے ستون قائم کر دیے گئے اور اصلی قرآن امام غائب مہدی کے پاس ہے (اصول کافی ص ۲۳۸ ج ۱) پر ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ سوائے کذاب کے لوگوں میں سے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سارا قرآن کریم جیسے اترا تھا موجود ہے۔ قرآن کریم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعد والے آئمہ کے سوا کسی نے نہ جمع کیا نہ محفوظ کیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (مجالس المومنین ص ۳۴۵، احتجاج طبرسی۔ فصل الخطاب) شیعہ جب قرآن کریم کی صداقت و صحت کے ہی منکر ہیں۔ تو وہ کس طرح اتباع قرآن کا دعویٰ کرتے یا اسے اپنے مذہب کی اساس قرار دیتے ہیں۔؟

www.Imnpak.org

سوال ۸: رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (قمر ع ۳) ہر چیز کو ہم نے اندازے سے پیدا کیا وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (رعد ع ۲) اور ہر چیز اللہ کے ہاں اندازے سے ہے۔ ان آیات سے عقیدہ تقدیر واضح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر اچھی یا بری چیز اللہ کے علم سے واقع ہوتی ہے اور وہ ازل سے ہر خیر و شر کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اللہ کے علم و قدرت کے خلاف واقع نہیں ہو سکتی۔ شیعہ اس کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک صرف خیر کا پیدا کرنا اور از خود پیدا شدہ شر کو بتانا اللہ کے ذمے واجب ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ پر الزام آتا ہے کہ اس نے شر محض شیطان کو کیوں پیدا کیا۔ ظالموں کو ائمہ اہل بیت اور ان کے شیعوں پر کیوں مسلط کیا۔ حتیٰ کہ خیر محض حضرت مہدی دشمنوں کے خوف سے تاہنوز چھپے ہوئے ہیں۔ کیا شیعہ یہ عقدہ حل کر دیں گے۔

سوال ۹: اصول کافی ص ۱۹۶ ج ۱ پر ہے کہ امام ابوالحسین نے فرمایا۔ ارشاد ربانی یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم (توبہ ع ۵) مخالف یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونک سے بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار گذرے، میں نور سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قیام مراد ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب اللہ نے اتنی تاکید کے ساتھ قیام خلافت مرتضوی کی بشارت دے دی تو پھر کیوں وہ دشمنوں نے آپ سے چھین لی۔ حتیٰ کہ عمر بھر آپ کو تقیہ کرنا اور مذہب تک چھپانا پڑا۔ کیا خدا کا وعدہ غلط تھا۔ یا وہ دشمن خدا سے بھی زیادہ طاقتور تھے (العیاذ باللہ)

سوال ۱۰: خلافت مرتضوی پر شیعہ کی سب سے بڑی نص من کنت

www.jmpak.org

مولا لا فعلیؓ مولاہ: جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں (ہے۔ یہ خبر ہے انشاء نہیں۔ بالاتفاق سنی شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ کے بعد جانشین علمی و عملی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بن سکے۔ فرمایئے پیغمبر صادق کی یہ نص اور خبرِ خلافت کیوں باطل ہوئی؟۔

سوال ۱۰: وفات معصوم کے بعد فی الفور اس کا وصی اپنا عہدہ سنبھالتا اور اعلان کر کے لوگوں سے بیعت لیتا ہے (جلاء العیون ص ۲۱۹) اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی و امام تھے تو کیوں اپنا عہدہ سنبھالنے میں دیر کی۔ حتیٰ کہ انصار کے اجتماع کے پیش نظر مہاجرین و انصار کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کرنا پڑا اور بقول شیعہ نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ و آئمہ اپنے حق سے محروم رہے بلکہ محمدی اسلام ہی ملیا میٹ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بیدار مغز اور غیب دان بزرگ نے کیوں سستی کی۔ امامت کا چارج لینے کے بعد بھی تجہیز و تکفین ہو سکتی تھی۔

سوال ۱۱: اصول کافی ص ۱۷۸ پر ہے کہ زمین کسی وقت امام سے خالی نہیں رہتی تاکہ اگر مسلمان دین میں اضافہ کریں تو وہ رد کر دے اگر کمی کریں تو پوری کرے بقول شیعہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ نے دین میں بہت کمی بیشی کی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۳۰ سالہ زندگی میں تقیہ توڑ کر اظہار حق اور تکمیل دین کا فریضہ امامت کیوں سرانجام نہ دیا۔

سوال ۱۲: شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابی کی حیثیت سے حجۃ اللہ

www.Jamiapak.org

نہیں مانتے بلکہ بعد از پیغمبر امام ہونے کی حیثیت سے حجۃ اللہ اور واجب الاتباع مانتے ہیں۔ تبھی تو ۱۹ اور بزرگوں کو آپ کا ہم رتبہ مانتے ہیں تو شیعہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد نبوی کے صحابیانہ اوصاف و کمالات سے اپنی تقاریر نہ بنائیں بلکہ بعد از وفات تقیہ والی ۳۰ سالہ زندگی کو مشعل راہ بنائیں اور حضرت جعفر رح کے بجائے شریعت کی روایت آپ سے کریں۔

سوال ۱۳: زمانہ کے امام کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ پوری شریعت اس سے سیکھ کر اس پر عمل کیا جائے قطع نظر اس سے کہ ہر امام تقیہ کرتا تھا اور اس سے کما حقہ شریعت حاصل کرنا ناممکن تھا۔ امام العصر حضرت مہدی ۱۱۵۵ سال سے غائب ہیں۔ اور کوئی شخص ان سے احکام شرع حاصل نہیں کر سکتا، تو اس تمام عرصہ میں لاکھوں شیعہ غیر معصوم ناکردہ و مجتہدوں سے شریعت سیکھ کر کیوں گمراہی پر وفات پا رہے ہیں۔

سوال ۱۴: جب امامت رسالت کی طرح منصوص عہدہ ہے۔ امام واجب الاتباع اور معصوم بھی ہوتا ہے وہ حلال و حرام میں مختار ہوتا ہے اور ہر امام کو اپنے اپنے زمانہ کے لیے کتاب بھی ملی ہے تو ہر امام کا مذہب و شریعت دوسرے سے جدا ہے جو پچھلے امام کے شیعہ کے لیے حجت نہیں بن سکتا جیسے شریعت موسوی امت محمدیہ کے لیے حجت نہیں۔ بنا بریں امام العصر کے شیعہ حضرت باقر و جعفر رح کے اقوال سے کیوں تمسک کرتے ہیں۔ کیا وہ کھلی گمراہی میں نہیں۔ ان کو تو فقط امام مہدی سے شریعت سیکھنے کا حق ہے۔

(واللہ الہادی)

www.jmnpak.org

مراجع و مصادر

کتب اہل سنت قرآن کریم[1]، صحیح بخاری[2]، صحیح مسلم[3]، ترمذی[4]، ابو داؤد[5]، البدایہ والنہایہ[6]، تاریخ طبری[7]، تاریخ ابن خلدون[8]، عدالت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم[9]، تاریخ اسلام نجیب آبادی[10]، تحفہ اثنا عشریہ[11]، الفاروق[12]، المنتقی من المنہاج[13]، ازالۃ الخفاء[14]، میزان الاعتدال[15]، عمدۃ القاری[16]، مجمع الزوائد[17]، سیرت النبی[18]، موضوعات کبیر[19]، رد المحتار شامی[20]، سیرت ابن ہشام[21]، سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا[22]، حیات الصحابہ برائے طبقات ابن سعد[23] و کنز العمال[24]، چہل سیرت نبی[25]، مشکوٰۃ[26]، خلفاء راشدین از علامہ لکھنوی[27]، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ[28]، طحاوی[29]، نیل الاوطار[30]، موطا مالک[31]، تاریخ الخلفاء[32]، منصب امامت[33]، کشف الاسرار برائے اعلام الوری[34]، عبقات کتب شیعہ[35]، اصول کافی[36]، فروع کافی[37]، روضہ کافی[38]، نہج البلاغۃ[39]، تفسیر مجمع البیان[40]، منہج الصادقین[41]، مجالس المومنین[42]، تفسیر قمی[43]، ترجمہ مقبول[44]، حدیث ثقلین[45]، کشف الغمہ[46]، حیات القلوب[47]، جلاء العیون[48]، ناسخ التواریخ[49]، تحفہ نجفیہ[50]، فیض الاسلام نقی شرح نہج البلاغۃ[51]، تنقیح المقال[52]، تاریخ اسلام سید امیر علی شیعی[53]، احتجاج طبرسی[54]، رجال کشی[55]، من لا یحضرہ الفقیہ[56]

www.jmmpak.org

سُنّی و شیعہ تمام مسائل پر اچھوتے محققانہ انداز میں عصر حاضر کی بے نظیر تالیف

تحفہ امامیہ

مُصنّفہ: مولینا مہر محمد میانوالوی

جس میں قرآن کریم، فریقین کی معتبر احادیث، عقلِ سلیم اور تاریخ اہل بیتؓ کی روشنی میں حضرت علیؓ کے خلفاء ثلاثہ سے بہترین تعلقات، باغِ فدک، خلافت، حادثہ جمل و صفین، تحریف قرآن، فضائل خلفاء راشدین، امامت اور ختم نبوت میں دلچسپ تقابلی مطالعہ، ۱۲ خلفاء کی بحث، مذہب شیعہ کی تصویر، کلمہ طیبہ اور دیگر متنازعہ فیہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ہر بات افراط و تفریط سے پاک اور دلکش تحریر کا آئینہ ہے۔

عکسی طباعت۔ سائز ۲۳×۱۸ ۱/۸ صفحات تقریباً ۵۰۰، قیمت ۳۶۰۰

ہم سُنّی کیوں ہیں؟

مؤلف مذکور کی مایۂ ناز عقلی، نقلی دلائل سے لبریز کتاب شیعہ کے ۱۰۰ سوالوں کا مسکت جواب ہے جس میں سُنّی، شیعہ کے نام، توحید، رسالت، قرآن کریم کی صحت اور امامت اور دیگر بیسیوں کلامی فقہی تاریخی مسائل پر شاندار محققانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ تحفہ امامیہ اور کتاب ہٰذا کے مباحث جدا جدا ہیں۔ مرض رفض کے لیے نسخہ اکسیر ہے۔ عکسی طباعت، صفحات ۳۲۰، سائز ۲۲×۱۸ ۱/۸ قیمت ۲۴۰۰

مکتبہ عثمانیہ نور باد ۱۔ بازار خرادان گوجرانوالہ

www.jmmpak.org

عدالت حضرات صحابہ کرامؓ

تالیف: مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و فاضل تخصص فی علوم الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

جس میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ سیرت، اعلیٰ و ارفع کردار فضائل و مناقب کو واضح کیا گیا ہے اور اُن پر طعن و تنقید کی حرمت قرآن و سنت، اجماع اُمت اور مسلمہ کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہے اور اُن پر قدیماً و حدیثاً جتنے اعتراضات کئے گئے ہیں علمی و تحقیقی پر اُن کے دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں۔ اختلافات صحابہؓ میں اہل سنت کا مسلک معتبر حوالوں کتب سے مبرہن کیا گیا ہے۔ الغرض اس کتاب کا ہر گھر عموماً اور علماء و طلبہ کے پاس ہونا ضروری ہے بس دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے آج ہی منگوا کر صحابہ کرامؓ کے مقام کو سمجھیں اس مسئلہ پر اتنا کثیر و قیمتی مواد یکجا آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اکابر علماء نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔

نوٹ:۔ اہل سنت والجماعت کے مخیر حضرات اسکو غریب و نادار طلبہ اور دینی لائبریریوں میں تقسیم کر کے صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور اس سے مسلک اہل سنت کی تبلیغ کریں۔ ایسے حضرات کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔ بڑا سائز صفحات ۳۶۸ کاغذ عمدہ گلیز، رنگین ٹائٹل قیمت

نوٹ

اس کتاب کا نصف اوّل "فضائل صحابہ کرامؓ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ہدیہ ۱۲۶۰

مکتبہ عثمانیہ نور باد اباز ار خراداں گوجرانوالہ

www.jimpak.org